

کراچی اور لاہور سے بیک وقت تباائع ہونے والے خطیب یوم مسلم لئے جا سو سئی نہیں۔
کاتا تھرڈ رائے ناول

Millat Library.

15/8, Tipu Sultan Rd., Dacca,

کارڈ کا انعام

مصنف

ابن صفحی

نیالے

قیمت

عمر

قیمت سالار زمیح تین خاص نمبر

ساری ٹھیکانے (زندگی رجہرڈ پوسٹ)

حوالہ غیرے ایکس شلنگ

۱۹
امیر دبليوك شهر لاکھيٹ کراچي

ERFANIA LIBRARY.
51, Jhonson, Rd, Dacca.

البواں

تارکٹ گئے
دو بہرے
راہ کا پھر
بیوں لڑکی
خیز کرنٹاری
جنگل میں لاش
پر اس را کروہ
سامب اور ڈھلان
بھر دلڑکی
خونی ہنگامہ
چالاک منظوم

البواں
جیسا کہ
Gloster

حمل حقوق محفوظ
بھارت میں اس نادل کے حقوق اثاثات بجن بنا سوتی دنیا پبلیکیشنز الہ آئندہ
محفوظ ہیں

اس نادل کے نام مقام کردار اور
کہانی سے تعلق رکھنے والے اداروں کے
نام فرضی ہیں

مشیر قانونی
مشیر محمد احمد دینی
جی اے، ائیں، ایں، این دائید کدیٹ
دوسری ہنزہ موریں والا بلڈنگ - بتہ در مردوں کراچی

ابن صغری بٹر پبلیشور نے مطبع سعیدی قرآن محل سے جھپیو اکر
سی دن ایں یا لا لوکھیت کراچی سے شائع کیا!

تریجی اور حمید کے ساتھ عمران بھی ہو! اگر آپ یہی جا ہتے ہیں تو مجھے کیا
اعتراض ہو سکتا ہے! اس کا اعلان تو پہلے ہی کیا جا چکا ہے کہ یہ تبر
باقاعدہ ہو گا!..... نام زمین کے بادل "ہی رہے گا۔ کہاں تاریک دادی کی
ہوگی! لیکن اس کہاں میں وہ سارے ہی کرد ار نہیں سمیٹے جا سکتے جن کے متعلق
آپ بحثتے رہے ہیں۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ نئی کہاں بیوں میں
پُر اپنے کرداروں کو جگہ دینے کے لئے اسکی ایک معقول سی وجہ بھی پیدا
کرنی پڑتی ہے! المہذا گذارش ہے کہ یہ ڈائمونڈ جوبی نہیں کو "جو ہلت کارپیٹ"!
لیکن اس کے باوجود بھی وہ کیس اس کیلئے بے سر دیا پتا رہتا ہے۔ اگر فریدی
اسکی پشت پر موجود نہ ہوتا تو شامنہ بیچارا پورٹ تک مکمل نہ گر سکتا! اس
کہاں میں آپ کو حمید کے ہاتھوں نہ تھاکریاں بھی ذرا نہیں گی! اور شام
آپ کو اسکی بے بھی پروفیشن بھی ہو لیکن خود حمید آپ کو بے بھی نہیں نظر آئے گا! بھوک
اور پیاس کے عالم میں بھی اس نے جم کر حالات کا مقابلہ کیا ہے! قہقہے بھی رکھائے
ہیں اور دمہ دل کو بھی ہستایا ہے! ایک بہت پراسائب اس سماوت کے منہ میں چکیں
دیتا ہے...! لیکن کیا حمید نے حقیقتاً ہمت ہار دی تھی؟ آپ دیکھیں گے کہ وہ تھا کس
طرح اپنی حفاظات میں کرتا ہے اور حجموں پر بھی قابویا نے کی کوشش کرتا ہے! کہاں
کے اس حصے میں وہ آپ کو دیوار قہقہے بھی بنائے گی جہاں اس نے ایک ہرے
آدمی کے مقابلے میں خود بھی ہرے کا روں اوایکا۔

ڈائمونڈ جوبی نہیں کے سلسلے میں اب تک لا تعداد سجا دیز موصول ہو چکی
ہیں! اکثریت کی خواہش ہے کہ اس میں تاریک دادی، ہی کی کہاں پیش کی جائے!

پلیسیس

گارڈ کا اغوار نے انداز کی کہاں ہے۔ اس میں آپکو ایڈ و بخیر بھی ملے گا
اور سراغسی بھی! بار فریدی نے ایک کیس کلی طور پر حمید کے سپرد کیا ہے!
لہذا دیکھئے کہ حمید کی بوکھلا ہٹوں نے کیسے گل کھلانے میں بھض اتفاقات
اُسے ما سٹر اٹ پیو لیشن بنادیتے ہیں۔ وہ مجرم پر بھی ہاتھ صاف کر دیتا ہے!
لیکن اس کے باوجود بھی وہ کیس اس کیلئے بے سر دیا پتا رہتا ہے۔ اگر فریدی
اسکی پشت پر موجود نہ ہوتا تو شامنہ بیچارا پورٹ تک مکمل نہ گر سکتا!
اس کہاں میں آپ کو حمید کے ہاتھوں نہ تھاکریاں بھی ذرا نہیں گی! اور شام
آپ کو اسکی بے بھی پروفیشن بھی ہو لیکن خود حمید آپ کو بے بھی نہیں نظر آئے گا! بھوک
اور پیاس کے عالم میں بھی اس نے جم کر حالات کا مقابلہ کیا ہے! قہقہے بھی رکھائے
ہیں اور دمہ دل کو بھی ہستایا ہے! ایک بہت پراسائب اس سماوت کے منہ میں چکیں
دیتا ہے...! لیکن کیا حمید نے حقیقتاً ہمت ہار دی تھی؟ آپ دیکھیں گے کہ وہ تھا کس
طرح اپنی حفاظات میں کرتا ہے اور حجموں پر بھی قابویا نے کی کوشش کرتا ہے! کہاں
کے اس حصے میں وہ آپ کو دیوار قہقہے بھی بنائے گی جہاں اس نے ایک ہرے
آدمی کے مقابلے میں خود بھی ہرے کا روں اوایکا۔

ڈائمونڈ جوبی نہیں کے سلسلے میں اب تک لا تعداد سجا دیز موصول ہو چکی
ہیں! اکثریت کی خواہش ہے کہ اس میں تاریک دادی، ہی کی کہاں پیش کی جائے!

پڑے گا!.....
یہ لوگ اکٹھا چھٹوں کو یہی لکھتے رہتے ہیں کہ وہ یہ کتابیں میری اجازت
سے چھاپ رہے ہیں! یہ قطعی غلط ہے! ایکٹھ حضرات خصوصیت سے
اس کا ہی ال رکھیں کہ میں نے اپنی کتابوں کے حقوق پاکستان میں کسی کو
بھی نہیں دیتے۔ اگر کبھی ایسا ہوا تو میری طرف سے اس کے لئے
باقاعدہ طور پر اعلان کیا جائے گا!

ابن صفحی

۱۵ افروری ۱۹۵۸ء

Hafiz Qasim
(Executive Director)

ہمارے کٹ گئے

شین میں رشیب طنز کر کے ایک طرف، لکھنے و قلم نہیں لی؛ ابھی ابھی
لٹھر بین آپ گزر چکا تھا اور اب آتے تقریباً میں چار گھنٹوں کے لئے فرست
ہی درست تھی! آج! ایس۔ ایم کی طبیعت بھی خراب ہو گئی تھی اس لئے
ساری زندہ داریاں اُسی پر اپڑی تھیں! اپنیوں کی آمد کے ادقات میں ہٹکت تھیں
کرتا۔ آن کا حساب رکھنا اور قریب کے دلیل اسٹیشنز سے بذریع فون ابط
قا کر کھانا۔ سگنل اور لائیں کی دینکھ بھال ادھ ایسی ہی بیت رکھنی تھی کہ
آتے دوسروں کے کاموں پر مسلط ہہتا نہیں آتا تھا! اُنہیں کام کے
وقت دہ اکٹھ خود ہی روٹتی ہوئی کہیں تک چلی جائی اور جب تک یہ نہ یکھی
لیتی کہ کاشا بدلا گیا ہے یا انہیں اُسے اطمینان نہیں ہر ما نہا!..... اس تھا
اسور کے متعلق دوسرے معاملات میں بھی اس کا یہی حال تھا!
وہ تقریباً چند ماہ سے اس بہادر سی رویوے کے آئیں یہ کلرک کے فرائض

عمران سمز کا اٹھا یسوں شاہ کارناول

خطراں کا لائیں

اوائل مارچ ۱۹۵۸ء میں منتظر عام پر آ رہا ہے
آج ہی اپنی کاپی کسی اچھے لکٹھال پر محفوظ کراہی
قیمت ۳۰ ر

سے کیوں نہیں ستمار کرتی بالکل کیوں ترستو اتی ہے۔ کہبنوں کیوں لوحیتی
ہے۔ ماخ کیوں بڑھاتی ہے۔ تھنا کیوں رہتی ہے؟ اپنے کسی عزیز کو بھی
ساخت کیوں نہیں کھلتی؟

زیادہ تر لوگ اُس کے بخی حالات ماننے کے بامہم رہتے نہیں بلکن رائیتے
جتنے پوچھا تھا کہ وہ کون ہے۔ کس خاندان سے متعلق رکھتی ہے؟ اُس کے
صرے اُز بھاں ہیں! اور اُس نے اپنے مستقبل کے نئے کیا سوچا ہے؟
شیلا کو اُس قسم کے سوالات سے ٹھیک ہوتی تھی! اُس اپنی علاقے میں اُس
اپنا بنا دلہ اسی لئے کرایا تھا کہ وہاں اُس کے جان پہیاں والے نہ ہوں گے بلکن
یہاں بھی ابھی تک صرف ایک ہی آدمی ایسا ملا تھا جس نے اُس سے جان پہیاں
تو پیدا کر لی تھی لیکن یہ معلوم کرنے کی سرسرش نہیں کی تھی کہ اُس کا تعلق کس
خاندان سے تھا یا وہ کون کی زبان پر رائی تھی؟

یاد می راجن تھا۔ وہ روزانہ اُس سے مٹا تھا، وہ نول گھنٹوں سماں
ہتھے تھے بلکن یہ مٹا جانا شیلا کی دلنت میں دستی ہی تک پورا دتفا
وہ روزانہ شام کو اسٹینشن صڑوار آتا تھا! بلکن آج ہذاں سحملوں آبھی شاک نہ تو
آتا تھا اور نہ شیلا کو غول ہی پراطلاع دی تھی کہ وہ آج شاک سکے گا!

اکتوبر شروع ہو چکا تھا اس لئے اب قریب ہی سماں میں کھو رکھتے ہوئے
پانی کی مر جدگی بھی اشہ صروری تھی! شیلا چاٹے کے سارے اوازمات آپ
بھی یہ رکھتی تھی تاکہ سردی اور گھنزوگی کے مارے ہوئے ذہن کو برداشت کا
کے قابل بنا یا جاسکے!

اُس نے ایک نلی کو آزاد کے گرچاکے کے لئے سماں سے یا ان نکالے کو
کہا اور فون پر پولیس اسٹینشن کے نمبر بگ کرنے لگا!

اجام دے رہی تھی!

لو نے ہاتھ ایک پیہاڑی علاقہ تھا! اور یہاں زیادہ تر کافی گن آباد تھے
کیونکہ قرب دھوار میں کوئی کی کائنات تھیں! پھر سائٹھ میل کے ٹھیرے
میں یہاں اونی ہاتھ صدی کمی بستیاں تھیں اور لوٹنے ہاٹ کو تو ایک پیچوٹا
ہوٹا سہر ہی کہتا چاہیے۔

ریلوے اسٹینشن ویران علاقے میں تھا! بلکن شہر سے اُس کا فاصلہ دو
میل سے زیادہ نہیں تھا! یہاں بات ہے کہ پیہاڑی علاقے کے دوں
سیدوں کے دوں میل سے بھی زیادہ معلوم ہوتے ہوں!

شیلا اُس اسٹینشن پر چہ ماہ سے تھی اُسے یہاں کی زندگی سے بھر پر فضا ہوتی
لپڑتھی۔ حد نظر تک سبزہ ہی سبزہ دکھانی دیتا تھا۔ چنانہ پر خود روپیں بھیلی
ہوئی تھیں جن میں کئی رنگوں کے پھول کھلتے تھے! مغرب کی جانب ڈھلان میں
جگنوں کا سلسلہ صد بامیل تک پھیلا ہوا تھا! اور شام کو اُن جگنوں پر شفقت
کے رنگیں لہریتے ہیں بھلے لگتے تھے ایسا لگتا تھا جیسے وہ شوخ زنگ
درختوں کی چوپیوں سے عنار کی طرح نکل کر حد نظر تک پھیل گئے ہوں!

شیلا یہاں بہت خوش تھی اور یہاں زیادہ سے زیادہ دن گزارنا چاہتا
تھی! اُس نے کچھ دوست بھی بنالئے تھے جن میں راجن سب سے اچھا
و درست ثابت ہوا تھا!۔ دبلو نے ہاتھ پولیس اسٹینشن کا اچار رنج تھا
جو ان خوش ردا درشت آدمی تھا..... اُس میں سب سے بڑی
خوبی یہ تھی کہ اُس نے کبھی شیلا کے رہن سہن پر تنقید نہیں کی تھی! ورنہ
کہ از کم اس کے مغربی طرز کے لباس پر لوٹہ راک اُسے لوکتا
رہتا تھا! راجن نے اُس سے آج تک نہیں پوچھا کہ وہ اسکرٹ کی بجائے

سچ رہے کہ جگہ کی طرف سے بھیلی رات فاٹر دل کی آوازیں لیتھیں!
سچ ہے میم صاحب سننے والوں کا بیان ہے آدمی سے گھٹے تک گولیاں
چڑھیں ہی تھیں اور یہ یہلی پار ہے اپنے درندہ اس سے پہلے تو بھی شکاریوں
کیستھے تھیں کی آوازیں یہی نہیں سننی گئیں جنگل میں گھٹے کی سہت ہی نہیں
لیتھی کیا!

تادھے گھٹے تک ناٹرگنگ ہوتا یقیناً قشیشناک ہے!
بھی کچھ بھی قشیشناک نہیں ہے میم صاحب! بھی دیکھئے اور کیا ہوئے!
اور کیا ہو گا؟" شیلا مشکرا لی۔

سانس لینا مشکل ہو جائے گا میم صاحب، آزادی لمی ہے نہیں!
آزادی سے پہلے ایسے اندر کھینچنے میں نہیں آنے سکتے!
اوہ تم یہ سب کچھ دست سوچا کرو! مختاری سمجھ میں نہیں آتے گا
آزادی کا قصور نہیں ہے!

مجھ سے زیادہ آپ ہی نہیں سمجھ سکتے میم صاحب! "کریم نے ذہر ہی سی
ہنسی کے ساتھ کہا! "کیونکہ مجھے اکثر بھر کا بھی سورجتا پڑتا ہے! آزادی سے
ہٹلے تو بھی ایسا نہیں ہوا مختار! آپ کی طرح بہت زیادہ پڑھا لکھا ہیں
ہوں میم صاحب تگر مددے کی زبان سمجھنے کے لئے زیادہ پڑھا لکھا ہونا صد ری
خیں ہے!

شیلا اس جلے پر اس طرح پُنکا ٹبری جیسے اپنے کالون پر یقین نہ آیا ہوا
"ٹبری اوپنچی بات کہہ یہ تم نے ؟" اس نے متیرانہ بچھے میں کہا۔
"ابنی زبان میں ارسطو کو بھی حکمت سکھانے کا دعویٰ رکھنا ہوں میم صاحب!"
کریم نے شہر میں سانس لے کر کہا! لیکن انگریزی بچھے نہیں آئی اسی نے سطح

وہ دراصل راجن کے متعلق پوچھ رکھا تھی! لیکن یوں اسٹیشن سے جواب ملا کہ راجن
دہلی میں ہے۔ اس نے سلسلہ منقطع کردیا اور اس قلعی کی طرف منتظر
ہو گیج جو سماں سے کیتھی میں پانی کے رہا تھا اسے یاد ہی طور کا ایک سیکھیں
صورت آدمی تھا!

"آج سبز دی پھر ٹرکھنی ہے میم صاحب! "اس نے کیتھی میں پا کے کی
پتی ڈالنے ہوئے کہا!
لیکن اس کے باوجود بھی تک ایک بھی سی قبص میں نظر آر ہے ہو! جو سی
ہی نکال لی ہوتی!

"بھروسی! قلعی نے ٹھہر کی سافس لے کر کہا! "ٹرکھنی پا سی مجھ سے زیادہ
کمزور ہے میم صاحب! میں لوگوں کسی طرز نکال بھی لے جاؤں گا!"
اوہ دیکھو! میں اسکے لئے سو میٹر نکالوں لی! تم جو سی اس سے
لے کر خود استعمال کرو! اب بلوڑ سے ہوئے کو آئے سبز دی سے بچنا ہی
چاہئے!"

قلعی کچھ نہ بول دی کیتھی میں چاہے ڈال چکا تھا..... اور اب امارتی سے
پیالی نکال لے لیا۔

"میں بوڑھیا کے لئے کچھ اور بھروسی بھی دوں گی! "شیلا نے کہا!
"بہت نوش ہو گی! اب بہت دعا میں دے آئی صاحب! دیکھ دن ایسی

آپ کے پاس! مجھ سے کہہ رہی تھی!

"اے... میں کریم! میں نے سُنایہ آجھل شہر میں ٹبری سنسنی بھیلی
ہوئی سہیے!"

"بھی میم صاحب،"

تے ب تک جا سکتے ہو ! ” شیلا نے کچھ دیر عباد کریم سے کہا ۔

جسکل ایسے ہی انداز میں دبای سے رخصت ہدا جسیستا چھپوٹا ہو !
یہ کافی تھا لمحہ آدمی ہے ۔ ” شیلا نے راجن سے کہا ! جو کسی حیال میں
جس حسکیاں لے رہا تھا !

” کون ؟ ” اُس نے چونک کہ پوچھا ।

” بھی قلنی ۔ کریم ! مگر بیمار تے کو انگریزی نہیں آتی ! ”

” جس سے ایسے ہیں ؟ ” راجن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا ।

” تم کس موقع میں ہو ؟ ”

” ادھ..... کبا نتھیں ہندیں دلو م کمپی رات جنگل میں تقریباً آدمی
خنے کب فائز لگا ہوتی رہی تھی ! ”

” ہا ! یہ نے سنا تھا ہا ” شیلا نے لاپرواٹی سے کہا ।

” ارے ۔ اتم تو اس انداز میں ہبھی رہی ہو بیسے تھاری نظر وں میں
سکی کوئی اہمیت ہی نہ ہوا ۔ ”

” میری نظر وں میں کسی چیز کی کوئی اہمیت نہیں ہے ہے ! ” شیلا مسکرائی ۔

” اکثر تم مجھے کہا ہیں کی کروار معلوم ہوئے لگتی ہو ! ” راجن نے مہنگا کریم سے

” یہ بھی غلط نہیں ہے ہے ہے خود مجھے میں کہا تی بنتے کی صلاحیت موجود ہے ۔ ”

” کہا ہیں کی زبان بعض اوقات میری سمجھی میں نہیں آتی ایش تو ڈاد داد
ڈاد لا آدمی ہوں ۔ ”

شیلا کچھ نہ لوٹی ! راجن کہتا رہا ” تم بعض اوقات مجھے یہ اسرار بھی
صوم ہونے لگتی ہو ۔ ”

” یا سوسی کہانی ! ” شیلا پلکیں جھپکا کر مسکرائی ۔

بیٹ پا لنا پڑتا ہے ہا در آب یہ جانتی ہی ہیں کہ انگریزی آن لوگوں کی زبان تھی جس
پنجھ سے ہمیں رہائی مل چکی ہے ۔ یعنی ہم آزاد ہیں ! ”

” دہ پنڈ لئے خاموش رہا پھر ایک پڑی یا فی سانچھتہ لگا کر بولا ہا ” نہیں !
میم صاحب میں بالکل گدھوں کی سی باتیں کر رہا تھا ۔ آزادی ملی ہے یقیناً
ملی ہے ہا اُنھیں ملی ہے جنھوں نے آزادی کے لئے زربانیاں دی تھیں ہا اپنی
بختوریوں کے منہ کھول دیئے تھے ابہت بڑی بات ہے میم صاحب مگرہ سے
ایک پیسہ نکالنا بھی مشکل ہو جاتا ہے لیکن دبایں بختوریوں کے منہ کھل دیکھے
تھے ۔ اب بھی ان بختوریوں سے صدائیں آئی رہتی ہیں کہ ہمارا احسان کبھی
نہ چھوڑتا اور نہ آئندہ الیکشن کے موقعہ پر تم سے تمجھے لیا جائے گا ۔ اور یہ متنا
وہ ایک بیک خاموش ہو گیا ہیں کیونکہ بھیک اُسی وقت النیکڑ راجن مگرے میں
داخل ہوا تھا ہا اُس نے کریم پر بلوہنی سرسری سی نظر ڈالی تھی لیکن اس سے
پہلے ہی کریم کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا ۔ ”

” اور ہبھی کب سے بھفارا منتظر کر رہی تھی ہا ” شیلا نے کہا ।
” دی بھی ۔ آجھکل میں ٹری اٹھنبوں میں ہوں ہا ” راجن بیٹھتا ہوا بولتا اپنی
آس کی نظر سماں کی طرف اٹھ گئی ۔ اور اسے کہا ہی امیک نیک کام ہے کا
” ارے ۔ ہاں کریم ۔ ایک کب اور سامنے زید نہ کاں لو ہا ” شیلا نے
کریم سے کہا ہا اور کریم نے دوسرا ایک نکالنے کے سلسلے میں بڑی پھرتی دکھائی
مگر دھا اب بھی نہ جانے کیوں رہ رہ کر راجن کو کنکھیوں سے دیکھنے لگتا
ہے ۔ شام دھا اسے خون تھاکہ کہیں راجن نے اس کی گفتگو من شہ لی ہو ہا
” اسے دو کب بیز پر کھدیتے اور پھر کیتھی سے اُن میں چاہے

بچھے جا سو سی کہا میں بہت بندھیں !

- اگر یہ تو کو لئے اور کسی سے ان کی حفظ و تدوین کی تر وہ آنکی اصلاح

Scanned By Uzair<uzairxi@hotmail.com>

- مکن ہے۔ وہ اصلاح دینے کے قابل ہی نہ رہ گیا ہو !
امن کو نہ لالا اپنے... قصوری دیر بعد شیدا نے کہا : کیا آج بیج تم
چکڑیں گئے نہیں ؟
- ہاں... جتنی دور جا سکا میں گیسا تھا اے لیکن کچھ پہنیں علوم
پوکا !
- کیا یہ جنگل حقیقتاً دشوار گزار ہیں ؟
” سہیت زیادہ --- !

- اپنیں بھیک پر کیون نہیں اٹھا دیا گیا !
- اٹھا ہی وہاں تاں مگر ہیں سے امداد دن ملک۔ لکڑی یہ جانے میں بہت
زیادہ مددار ہو گئے اس لئے کوئی اور هر کار رُخ ہی نہیں کرتا !
شیلا کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی کبک بیک وہ آنکھ کر لبکش خارم
کی طرف بھاگی !

- کیوں کیا چے ! راجن آنکے پیچھے جبھٹا !
شیلا میٹ فارم پر وہ کوئی تھی وہ دہلی تھا نہیں تھی بلکہ آٹھیں کے
علاء کے کوئی آدمی آنکھیں بھما رپھاڑ کر ہنوب کی طرف رکھ رہے تھے !
راجن کوہ بھی نہ سمجھ سکا

- کیا معاملہ ہے ... ! راجن نے اُس کے تائے پر
لٹھ کر کہا !
ماواہ راجن آؤ بھی بتاتی ہوں ! اُس نے کہا اور

ہون سے جبا کم بسلیتے ہیں !
” میں اسے تسلیم نہیں کر سکتا ؟ ” راجن نے صرہا کر کہا ہے جاہر
ہمال کے زیادہ نر جرام سپتیتہ مکھ پوسٹھیں سکتے ایسچالوں سے نیصد کی جاہل
ہوتے ہیں ! جرام کی جڑیں دراصل مایوسی میں ملتی ہیں !
” میں نہیں بھی ! ”

- جس معاشرے کے افزاد مستقبل کی طرف سے مایوس ہو جائے
میں - میں جاہم کی گرم بارازی بھی ہو جاتی ہے !
” لوکیسا ہمارے یہاں کے وہ مستقبل مایوس ہیں
- یقیناً ہیں ! مستقبل سے مایوس ہیں - اور جیز آنکے ذہنوں میں
جڑیں کیڑا پکی ہیں کہ ان کے ساتھ اضافات نہیں ہو سکے گا.....
” ختم کردہ آج سرہدی بہت ہے ! ابھی کچھ دیر بہلے اس بوڑھے
نے بھی بھے بور کرتا چاہا تھا ! — لیکن مجھے ایسی بازوں سے
کوئی لپیچپی نہیں ہے وہ تو میں نے اونھی کہہ دیا تھا کہ جاسوڑا
کہاں میوں سے جرام بھیتے ہیں ! ”

- کیونکہ اس سے بہلے بھی ایسا نہیں ہوا ”
” دستیار ازان فائزوں کے متعلق کہا جیا ہے ! ”

بھر دڑھنی ہوئی آدن میں آئی اُس کے پیچھے بکھر راجن بھی پہنچا اور...
بھر کمرے میں اُس سے کچھ اس نہم کی حکایتیں سرداڑ ہونے لگیں
جیسے اُس کی سمجھی ہی میں نہ آ رہا۔ کہ اُس سے کہا کرنا چاہئے! اور راجن
بھی اندراز نہ کر سکا کہ وہ کیا چاہتا ہے!

”کچھ بتاؤ بھی تو کیا بات ہے؟“
”ذوہ راجن! ماں... انھیں ہے! جھے بھولے استین پر
فون کرنے چاہئے...! راجن ایک منٹ!
”وہ نول کی طرف چھپی! ریسیر مٹھا یا ہوئھا کہ راجن نے اُس کا باندپلہ گرتیجھ
کھینچ لیا۔ اور ساتھ ہی اُس کے ریڈ الور سے ایک شعلہ بھی نکلا!... روشنداں
کا سٹیشن چور جو رہ ہو گیا! بھر راجن شیدا کو فرش ہی پر پڑا جھوڑ کر باہر کلکا گیا!
شیدا فرش پر چلتے پڑھی نہ تھیں بھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھ رہی تھی!
اور یہی فارم پر چو نے دالے شور کے دریان فائزہ کی آوازیں اُس کے
کان کے یہ دوں پر مخدر ہے کی طرح پڑھ رہی تھیں! اور وہ ان آوازوں کا
مطلب سمجھنے سے قابو تھی!

”وہ تھوڑی نہبڑی سمجھنی کر راجن نے فون کرنے والت اُس سے کیوں کھلیجا
ہے! کس پر فائزہ کر رہا تھا؟ اور کہہ باہر کیوں بھاگ گیا تھا...؟
چند لمحوں کے بعد وہ آجھل کر بیٹھ گئی! اور بھر فون کی طرف جھلکی!
لیکن بھر ایسا معلوم ہوا جیسے انگریز ناک لگا ہو! وہ جہاں تھی
وہیں ایک بھنک کے ساتھ رُک گئی!

فون کے تریسہ ہی سیزرا ایک بڑا سافنگ پیرست بخوا! ایک با رجھر
اُس کا سر چکر لگا۔ پس پتھر فارم پر بستور شور ہو رہا تھا! اور مخفیوں سے

حستے و تنے سے فائزہ کی آوازیں بھی آرہی تھیں! —
لکھا ہے..... شیدا نے سوچا! راجن نے اس خبر سے بچانے کے لئے اُسے
جیسے کھینچا!..... اُس نے ٹوٹے ٹوٹے روشنداں کی طرف دیکھا! خبر
سی راستے سے آیا تھا!..... اور دوسرے حصے کا شیشہ شامدر راجن کی
بھوکی سے ٹوٹا تھا! —

”دہ ایک بذریعہ کی تھی اور اب اپنے اعصاب پر قابو پا چکی تھی! اُس نے میز
کے نیچے جو نہ ہے ریسیر کو سینھا لے اور نہ بڑا میل کرنے لگی! سٹور جاری
تھا! تیکن فائزہ کی آوازیں آنی بنتد ہو گئی تھیں!
”ادہ..... میرے! حدا! ”دہ بڑیا! ”لامین ہی خواب ہو گئی۔ اب
کیا ہو گا!“

”شیدا! شیدا!“ راجن اُس سے آوازیں دیتا ہوا کرے میں داخل ہوا!
”یہ کیا نصیحت تھا! اُس نے اپنی سالنوں پر قابو پانے کی کوشش کرتے
چوتے کہا!“ تم کے فون کرنے چاہتی تھیں!
”ملپٹی کے استین ناٹر کو..... اور..... راجن لکھریں ایسے جو کچھ دیر پہلے
چاہا سے گزرا ہے اُسے یقیناً کوئی حادثہ پیش آیا ہے!
”کیوں؟ تم باہر کیوں بھاگ کی تھیں!“

”ایک ٹوہ..... لامین پر دوڑ رہا تھا! غالباً وہ گارڈ کا ٹوبہ بھت ا
بوجنہیں تھیں۔ میں فون پر اسی کی اطلاع پیچھے استین کو دینا چاہتی تھی! وہ یقیناً
لکھریں اُپ ہی کا ڈبہ تھا.....“

”لیکن کسی نے متین نول کرنے سے باز رکھنا چاہا تھا!“ راجن نے کہا
وہ اس خبر کی طرف دیکھنے لگا جو اب بھی میز پر پیرست تھا!

۔ سچی اخراج ہو چکا! اس سے بھی زیادہ اہم ہے! اور نہ کوئی دوسرا
شیخ صفت حاوی تے کاشتکار ہو جائے۔ دیسے پلپی سے ادھر اسکا مذکونا حال ہی ہو
جسکے بھی کافی تشیب ہیں ہے!

۔ عیاں! اس وقت کوئی لائٹ انجن موجود ہے۔

۔ نہیں۔!“ شیلانے طویل سانس کے سباخہ کہا۔

۔ تب تو شکل ہی ہے اب تو گاڑی دا ایس آجائے کے بعد ہی کچھ ہو سکے گا!

دو بھرے

حمدی نے کھڑکی کے باہر تکال کر دیکھا اور پھر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا! اُرین
چڑھائی پر جاہی تھی! اس لئے اُسکی رفتار بہت کم ہو گئی تھی!
کیا تھا..... لیکن یچھل یچھل بیرابن پلے تو اس میں آگر
حمدی کے چہرے پر اکتا ہٹ اور سیزاری کے آثار تھے اور وہ کمپا رہنٹ
میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو اس طرح گھوڑے لگتا تھا جیسے انہیں سے کسی کو
بچھے بھیک دینے کے لئے منتخب کر رہا ہو!

بولا ڈمرٹ ایک آدمی نے ڈاپ کیا تھا لیکن اُسے عصمت سارے ہمسفر دل
پر آ رہا تھا اجس نے ہود خراب کیا تھا۔ وہ سما سے ہی والی بڑھ پر تھا اور سہ
دسمٹ کے بعد ہود کی خرابی کی تجدید کر سکتا تھا! اگر وہ کوئی عمر آ دی
بیس! میں اس وقت بنگل میں گھسسوں گا!

” یہ خبر کس نے بھیکا کھا! ”
” اگر میں نے تھیں کھینچ نہ لیا ہوتا تو یہ مختاری گردن پر پڑا ہوتا! ”
” اب میں کیا کر دیں۔ لا یعنی ہی خراب ہو گئی ہے! پلپی کے استھن پر
کرنا صدری ہے تاکہ وہ اُسے سامنہ لے جائے۔ درست کسی دوسرے
گاڑی سے مکار کر! ایمرے ہلا میں کیا کر دیں! ”
” ہہو۔! اب میں سمجھا کہ وہ اتنی دیدہ دلیری سے فائز نگ کی
کر رہا تھا۔ ” راجن نے کہا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا!
” شیلا کرسی میں پڑی ہاپتی رہی ہقوڑی دیز راجن واپس آگیا!
” فون کے تار کاٹ دیئے گئے ہیں! تم جس وقت وزن گرنے جا رہی
اُس وقت شام تار کاٹنے کی کوشش کی جا رہی تھی! ختم جینگ کرنے
فون کرنے سے رد کا گیا! پھر میں باہر نکلا تو اُنھوں نے فائز نگ شہر
کر دی۔ اور اُس وقت تک کرتے تھے جیسے جیسے تار نہیں کٹ گئے
پھر دہ بھاگ نکلے!

” تم نے ناقات بھی کیا! ”
” لیکن مجھے ون کرنے سے روکنے کا کیا مقصود تھا؟ ”
لّوادوں! ”

” خدا جائے! ” راجن نے کہا۔ اُس کی آنکھوں میں الگھن کے
وہاں اسلامی بیچھی صدری ہے! بتاؤ میں کیا کر دیں!

” میں نے عجائب میں بھی دا ایس بھیچی بھی تھا لے سے پانچ مشکھ کا نٹیل بلووا۔
میں اس وقت بنگل میں گھسسوں گا!

نہ ہوتا تو حمید نے اُسے جی کھول کر رکھا ہوتا۔ وہ بوڑھا ہونے کے ساتھ ساتھ یہ راجھی تھا۔ دیسے اُسکا بھرپور بوریت کا سبب تھا۔ وہ تھوڑے تھوڑے میں طب کرتا کچھ پوچھتا اور جواب کچھ کچھ سن کر حمید کا زیادہ بورگر کرتا!

مشلاً — "کیا وقت ہوا ہے جناب!"
بارہ — "حید نے جایا دیا!"

"کمال ہے!" وہ بُرا سامنہ بنتا کر بولا۔ میں نے وقت پوچھا — عمارہ سے مجھے کیا سرد کار.....!"

"غمبارہ نہیں — بارہ!" حمید نے چینخ کر کہا!

"اے تو اسیں خفا ہونے کی کیا بات ہے!" جواب ملا!
اگر دہیں مرنा ہے تو میں کیا کروں ہے?" حمید نے چینخ کر کہا۔ اور کپیارٹنٹ دیکھا کہ دو تین بھائیں لئے لمبے کرش لئے۔

"کونا بنتا کو پیتے ہیں آپ؟" بوڑھے نے پوچھا!

"ہری بنتا کو جل ہی نہیں کرتی پاپ میں! مجھے بیوہت ہنا نے کی کوئی شر کر سکتے ہیں!"

"ہری نہیں پرنس ہنزی!"

"دیا، یہی کوئی نام ہوا..... پرنس ہنزی..... ہو وہ!

"تو گیا میں جھوٹ بول رہا ہوں!" حمید پڑ گیا!

"اگر لویں بھی تو میرا کیا بگرے سکا!" بوڑھے نے بُرا سامنہ بنایا
نشک لے چکے میں کہا!

جید فون کے گھر پی کر رہا گیا۔ اگر کپیارٹنٹ میں کوئی لڑکی بھی موجود ہوتی
تھی، یعنی طور پر اس بوڑھے سے سے جھپٹ گیا ہوتا!

کہاں تشریف لے جائیں گے؟" بوڑھے پھر کچھ دیر بعد پوچھا!
"جنسم میں!"

"اچھا!" بوڑھے اس بار بڑی سنجیدگی سے سر بلایا تھا!
آپ کہاں تشریف لے جائیں گے؟" حمید نے نتھفے پھل کر پوچھا۔

"پلٹی!" بوڑھے نے جواب دیا!
مگر اسیں لائیں پرچم پر نام کا کوئی استیشن نہیں ہے!

"نہ ہوگا!" اس نے لاپرواں سے کہا! "لیکن ہو یا نہ ہو! مجھے تو
دیکھیں اتنا ہے!"

مکیوں بہنس رہے ہیں یہ لوگ! "اس نے آگے جھک کر آئندہ سے پوچھا!
سچھٹ کو یا گل سمجھتا ہو!

"یہ لوگ اس نے بہنس رہے ہیں کہ کالی نوس کا نجٹ استعمال کرنے ہیں!"
اماں - تم خود ہرگے جائیں گے! "وہ تن کر بیٹھتا موال بولا! پتہ نہیں
نہ بخٹے!"

خود کیا سمجھتے ہو! کوئی لودا سمجھ لیا ہے مجھے! میں بھی ریڈار صوبہ بیدار سمجھ رہوں!

"تھصیلدار بیسجھ بیسجھ میرے لئے بالکل نیا ہے!"

"بہرے ہو تم؟" وہ حلق کے بل جیسا! "صوبہ بیدار بیسجھ!"

"تو اس میں خفا ہونے کی کیا بات ہے؟" حمید بھی اسی طرح حلق پھاڑ کر

اچھا ہے..... اچھا ہے بُوڑھا سرپاکر لوبلا ! ٹپڈل سے بُنتری
کرد گے تو اسی طرح کھانس کھانس کر مرا جاؤ گے ۔ ۔ ۔
شکریہ ! اطریفی تینیری بہت استعمال کر پکھا ہوں ! انگریزی فائدہ
نہیں ہوا ! ”
بُوڑھا بُرا سامنہ بنالر دسری طرف دیکھنے رکا احمدی نے سیح بمحبہ مہرو
ہی کی سی ایکٹنگ شروع کر دی تھی !
کپیارٹمنٹ کے دوسرا لوگ بھی اسے بہرا ہی سمجھ رہے تھے ! طاہر
پے کریں آنکے لئے خاصی دلچسپی کا سامان تھا !

دوپھرے اور دلوں ہی ایک دوسرا کو غلط سمجھنے پر مصرا ! پھر یہ بھی هزارہی
ک تھوڑی تھوڑی دیر بعد ایک دوسرا سے مخاطب ہو !
سارے ہمسفر انکی طرف متوجہ ہو گئے تھے !
ابھی نک پ سفر محمدی کے لئے اکتادیسے والا ہی ثابت ہوا تھا !
لیکن سفر کے اختتام پر بوریت مد فتح ہو جانے کی توقع بھی تھی !
یہ سفر تقریبی نہیں تھا بلکہ اسکی نظمیت خالص سرکاری تھی ! اندلوں
ایک کمیں فریضی کے پیرو کیا گیا تھا اور فرنیزی نے اُس کا فائیل محمدی کے
حوالے کر دیا تھا !

یہ تقریبی اپ ٹرین کا کیس تھا جو لوئی ملٹ اسٹیشن سے گزر لے کے
بعد حیرت انگریز طور پر کارڈ کے ڈبے سے محروم ہو گئی تھی ! اور اس کا
انکشاف اس وقت ہوا تھا دیپ دہ لوئی ملٹ کے آگے والے اسٹیشن
پر رکی تھی !
پچھلی بوگی کے معاینے کے بعد جو نتیجہ آخذ کیا گیا وہ صرفت انگریز

تھا تھن بھی ! — لیکن کسی حقیقت کو جھپٹلا دینا بھی آسان کام نہیں ہے !
مرین کی روپرٹ بھی ٹرین ایکنریز کی روپرٹ سے مختلف نہیں تھی ! انکا
آخری بوگی سے گارڈ کے ڈبے کی علیحدگی بوگیاں جوڑ لئے و الوں کی
کارڈ کا پیچھوں نہیں تھی یا وہ زنجیر کمز در نہیں تھی جس سے ڈبہ جوڑا گیا تھا ! بلکہ
ایسے نہات لے ٹھنے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ زنجیر کھیل جانے
ڈبے سے ڈبہ علیحدہ ہوا ہو گا ! مگر زنجیر کا پچھنا بیجا ہے خود ایک چکر ادینے
والا سوال تھا !

اس کے بعد کی کہانی اور زیادہ حیرت انگریز تھی !
لوئی ہٹ کی بنتک کارک شیلانے ایک ڈبہ جنوب کی طرف نشیب میں دوڑاتے
دیکھ کر سوچا تھا کہ شاہد تھریں اپ کسی حادثے کا شکار ہو گئی ہے !
اس ڈبے کے متغلق پچھلے اسٹیشن پلٹی کے اے ایں - ایم کو آگاہ کرنے کا
رادہ کیا ہی تھا کہ کسی نا معلوم آدمی نے اُس پر خجرا کھیکا !
اس کے بعد لوئی ہٹ کے رب انگریز پولیس راجن کی روپرٹ تھی جس نے
خجرا کھیکنے والے کا تعاقب کیا تھا ! — لیکن دوسرا طرف سے باقاعدہ
ڈاٹر نگ متروکہ ہو گئی ! پھر کچھ دیر بعد فائر نگ کرنے والے ہماری
حیل بھلیوں میں گم ہو گئے ! اور راجن ان میں سے ایک کو بھی نہ پکڑ سکا !
سات کو مید نظر لکھتے ہوئے اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ وہ نا معلوم آدمی
جنخون نے فائر نگ کی تھی اور شیلانہ خجرا کھیکا تھا دراصل یہ نہیں چاہتا
تھا کہ اس ڈبے کے متغلق پچھلے اسٹیشن کو کوئی اطلاع دی جائے ! اہذا
جنخون نے لوئی ہٹ اسٹیشن کے وزن کے تاریکاٹ دیئے تھے ،
پر رکی تھی !
پلٹی اسٹیشن نشیب میں تھا اس لئے وہ ڈبہ دہلوں بھی نہیں کا تھا

ستیم... شیم...!" حمید نے جبکہ کرجالیں لکھنؤں سی انداز میں اُسے سلام کیا!

"تیلم خیں تعلیم...!" بُڑھا چینج کربولا!

"اوے تو اس میں خفاہوں نے کی کیا بات ہے؟" حمید نے اُسی کے لئے کی تعلیم اُتاری!

"بُد اتو ہڈنا ہی پڑے گا!" بُڑھنے سر ہلا کر کہا۔ اور نہیں تو کیا سی تعلیم ایسی قبر میں لے جاؤ گا؟"

وہ بیان نہیں پہنچنے لگے اور حمید اُنھیں غصیلی نظریں سے گھور کر بُڑھے سیوا! میں اس وقت بہت اُس مہوں! اس لئے برائے کرم فاموس بنتے!

"میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ سختارا نام دیلو دا اس ہی ہو گا! صورت سے قاہر ہے!" بُڑھنے کیا۔

"آپ کیوں میرے پیچے پڑ گئے ہیں؟" حمید غصیلے لہجے میں بُولایا۔ میں ستر میں بے تکلفی کا قائم نہیں ہوں —!"

"قبائل کے منفلق بھم مجھ سے زیادہ نہیں جان سکتے! میں نے اپنی زندگی کے سپرہ سال قبائلیوں کے ساتھ گذارے ہیں!"

"خدا آپ کو غارت کر دے!"

"ہاں! دزارت کا بھی سوچ ہے مجھے! اگر وقت نہیں ملتا! " بُڑھنے

نے سر ہلا کر جواب دیا!

حمید نے سوچا اب فاموش ہی رہنا چاہئے درنہ یہ بُڑھا دماغ چاٹھے گا! پہلے اُس نے سوچا تھا کہ ممکن ہے اُس کی الٹی سیدھی باہمیں

لیکن وہ بھی اُسے دیکھ کر اسیگی سمجھیلگی تھی! اور اسکی اطلاع اس کے بعد واپسی اُسیش کو دے دی گئی تھی!

بھرپورہ ڈبے تیسرے اُسیش پر پھر پختے سے پہلے ہی وہ گیا تھا۔ اس لہذا تیسرے اُسیش سے ایک لاٹھ انجمن رواز ہوا جو اسے تیسرے اُسیش پر لایا! ذبلے سے گارڈ غائب تھا! اور آج تک اُس کا شرعاً نہیں مل سکا تھا اور نہیں معلوم ہے کہ بعض نامعلوم آدمیوں کی اس حرکت کا مقصد کیا تھا!

حمدید کو اس سلسلے میں چار اُسیشیوں سے معلومات فراہم کرنی تھی ... سکالٹا جہاں گارڈ کے ڈبے کے غائب ہو جانے کا انکشاف ہوا تھا لونی ہاٹ، جہاں ٹیلیفون کے تار کا لٹکتے تھے! پیٹی جہاں سے پہلے اُسیش تار انگلی کو اس ڈبے کے متعلق اطلاع دی گئی تھی!

مگر حمید کو ان میں سے صرف لونی ہاٹ کا اُسیش زیادہ اہم معلوم ہو رہا تھا، دیے ہو سکتا ہے اس اہمیت کی وجہ ہاں کی لیڈی بکنگ کلر کشیا ہی رہی ہو!

بہر حال حمید نے یہ نیکی کیا تھا کہ وہ سب سے پہلے لونی ہاٹ ہی جائے گا! — وہ اُسی ٹرین تھریٹن آپ ہی سے سفر کر رہا تھا جسے دعیہ دغدغہ حادثہ پیش آیا تھا!

حمدید اس وقت صرف اسی کیس کے متعلق سوچنا چاہتا تھا مگر وہ بھرا بُڑھا تو جان کو آگیا تھا۔ اور آپ تو ایسا معلوم ہو نے لگا تھا جیسے وہ پسح بچ حمید کو چڑھا ہی رہا ہو!

"تعلیم کہاں تک ہے سختاری؟" اُس نے حمید سے پوچھا!

سیٹ کے سٹیشن پر وہ اُترگیا ! اور اُس وقت تک ملپٹ فارمنی
تھی۔ جب تک کہ ٹرین دیاں سے روانہ نہیں ہو گئی !
اور جب گاڑی آڈٹریکنل کے قریب سے بھی گزر گئی تو اُس نے اُس
مکھیں پھاڑ پھاڑ کر گھورنا شروع کر دیا جس پر اسٹیشن کا نام لکھا
بیٹھا !

” خدا غارت کرے ان پھاڑی اسٹیشنوں کو — میں کہاں اتر جاؤ
س کے قریب ہی کھڑے ہوئے ایک خوشبوش اور قوی ہریل جوان نے
سے گھور کر دیکھا ۔ اور پھر لوچھا ! کیوں آپ کو کہاں اُترنا تھا !“
” میں دارالحکومت سے آزما ہوں ! ” حمید نے جواب دیا ।
” میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ آپ کو کہاں اُترنا تھا !“
” جی ! ” حمید کان پر ہاتھ لگا کر اُسکی طرف جو کا !
” آپ کو کہاں اُترنا تھا ۔ ” اُس نے بلند آواز میں پوچھا ।
” سکھ ! مگر یہ کم بخوبی اسٹیشن ایک ہی جیسے بنے ہوئے
ہیں اور ایک گدھے نے مجھے بتایا تھا کہ سکھ اپنی کے بعد ہی پڑیگا ।
” سکھ — اگلا اسٹیشن ہے ۔ ” اُس نے کہا ।
” بھیر اب میں کیا کر دیں ۔ ”

” دوسری ٹرین آپ کو جاری تھی سے بھئے نہ ملے گی !“
” جی ! ” حمید پھر کان پر ہاتھ رکھ کر اُسکی طرف جو کا !
” جوان نے اپنا جملہ پھرہ سہرا یا اور حمید بڑا سامنہ بن لگر بولا ! چار گھٹے !
” میرے خدا یہ کس طرح گذریں گے ؟“
” کیا آپ پہلی بار ان اطراف میں آئے ہیں ۔ ” اُس نے پوچھا ।

اُسے غاموش ہی کر دیں لیکن ایسا نہ ہو سکا ۔ وہ بھی کوئی پکوا سی ہی تھا !
حمدید نے دوبارہ پاپ میں بنتا کو جمری اور اُسے سلگا کر کھڑکی سے
باہر دیکھنے رکا !
” مخدود کا پھیلنے رکا تھا ! پھاڑوں کی چوڑیں پرستق نے لہر بے
عبار آیمیز ہوتے جا رہے ہے ۔
” سردی بھی بڑھ رہی تھی حمید نے چڑے کا دیکٹ سرہانے سے اٹھا کر پہن لیا !
وہ مروج رہا تھا کہ رات اُسے لوئی ہات کے دینگ ردہ ہی میں گزارنی پڑے گی !
پھر صحیح دہ کہیں دیتا م کا انتظام کرے گا اور یہ اُسے پہلے ہی معلوم ہو گیا
” مخفا کر لوئی ہات شہر میں دوایک ہر ڈیل بھی ہیں ! ایک اسٹیشن سے دو
ٹوھنائی نرلانگ ہی کے فاصلے پر تھا !

انہیں پھیلتے ہی ٹرین پلٹی کے اسٹیشن پر رکی بوڑھا اپنا سامان
پہلے ہی سمیٹ چکا تھا ! حمید نے اُسے اُترنے دیکھا قلی اسکا سامان
آٹھارہ بار تھا ! اور پھر حمید کا دل چاہا کر دہ بھی اُسی کے ساتھ ہیں اُتر جائے کیونکہ
ایک بڑی خوبصورت لڑکی اُسے رسیڈ کرنے آئی تھی ! آب اُسے افسوس
ہونے رکا کہ اُس نے بوڑھے سے جان پہنچان کیوں نہ بڑھائی ! اُس کے
امکانات تھے !

” ٹرین پلٹی سے بھی روانہ ہو گئی ! اب اگلا اسٹیشن لوئی ہات ہی تھا !
وہ آٹھ کر اپنا ہولڈ ال سبھا لئے رکا !
” اُس کے پاس لوئی ہات سے آگے رائے اسٹیشن کا نکٹ تھا ! لیکن دہ
لوئی ہات ہی میں اُترنا چاہتا تھا ! اسکا بیصلہ اُس نے ٹرین پر بیٹھ جائے
کر بعد کیا تھا !

”بھی ماراں!“ حمید نے جواب دیا! ”شاپد آپ کو مفتریش آپ
دلے خاد نے کا حلم ہو!“
”بھی ماراں!.....؟“ دہ حمید کو شبہ آمیر نظری سے گھورنے
لگا!

”میں گارڈوگ مرد کا بھتیجا ہوں!“ حمید نے کہا!
”ادہ! کیا دہ گھر پر بیخ گئے ہیں!“ لوجوان نے سوال کیا!
”بھی نہیں! گھر پر بیخ گئے ہو گئے تو کب میں یہاں جھک مارنے آتا!
”ادہ.... اچھا اچھا..... آئیے..... آئیے آپ یہاں کب تک
کھڑے رہیں گے! ٹپٹے میں دینگ ردم کھلوادوں! آج سڑی شدید ہے!
”بھی!“ حمید کان پر ہاتھ رکھ کر اس کی طرف جوہ کا!

”اس نے پھر اپنے جلدہ دسر اکر قلنی رسامان اٹھانے کا اثر رکھ کیا!
چند لمحوں کے بعد حمید اس کے پیچے چل رہا تھا! وہ دینگ ردم میں
آئے قلنے سامان رکھ دیا! اور لوجوان نے حمید سے کہا! ”ٹھریے! میں

آپ کے لئے چائے وغیرہ کا انتظام کر تاہموں!
”کس بات کا انتقام میں گئے آپ مجھ سے!“ حمید نے عفیلے لمحے میں کہا
”اُم نہیں انتظام!.... چائے کا انتظام!“ اس نے اپنی آواز
میں کہا!

”ارے کہاں!.... تکلیف کیجئے!“ معااف فرمائیے گا میں اوچا
ستنا ہوں!“ حمید نے معموم لمحے میں کہا!
”کوئی بات نہیں ہے!“ لوجوان نے کہا اور بہرہ نکل گیا!
حمدید نے طویل سانی لی اور اس آدمی کے متعلق سوچنے لگا تھا! آخذ
کون ہے اور اسیں اتنی شدتے دلچسپی کیوں لے رہا ہے!

کھو ری جو دا پس آگیا؛ لیکن چائے کے ساتھ ہی حمید کی رد مانی غذا
بھی تھا!... بعینی ایک لڑکی! جو تھی لاؤ بیسی ہی لیکن مغربی بیاس میں تھی!
تو جو بھی مگتی تھی اس بیاس میں!
کیا یہ دبھی بلنگ کلرک سٹیلہ ہے؟ حمید نے سوچا دیسے وہ لڑکی کی
حترام کھرا ہو گیا تھا..... اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ
حترما بہت بوكھلا بھی گیا ہو!
”بیٹھئے بیٹھئے جناب!“ لوجوان نے کہا اور قلنے کی
ڑتے ٹپٹی پانی پر رکھری
حمدید پیٹھ گیا! لڑکی اس کے سامنے دالی کر سی پر تھی اور لوجوان بائیں!
”کی چائے انڈا یلنے لگی! اور لوجوان نے حمید سے کہا! ”مسٹر گورنمنٹ
کھر کوئی اطلاع تو بھوائی ہی ہوگی!
”بھی!“ حمید کان پر ہاتھ رکھ کر آگے جوہ کا
”آپ آلامِ سماعت کیوں نہیں استعمال کرتے؟“ لوجوان نے بلند آواز
میں کہا!
”رسی نے نہیں اس سفر پر معدن سمجھ رہا ہوں!“ حمید نے غصیلی آواز
میں کہا! وہ اسی وقت کہیں گم ہو گیا جب میں نے ریسر آباد میں ٹرین
بدلی تھی!

”میں یہ پر چور ہاتھا کر گورنے کھر کوئی اطلاع بھوائی ہے یا نہیں!
”کوئی اطلاع نہیں جناب!

”پھر آپ نیاں کس مفقد سے تشریف لائے ہیں؟“

”جسچے پاگل کرنے نے کاٹا ہے؟“ حمید نے اس سوال پر برا مان کر کہا!

”میرا دماغ خراب ہو گیا ہے !“
 ”اوہ ہو !..... آپ غلط سمجھے !“ لوجوان بولا۔ یلحجھے چائے لیجھئے
 آپ نے دراہل اس انداز میں مسٹر گومز کا ٹنکرہ کیا تھا جیسے آن کے متعلق
 معلومات حاصل کرنے کے لئے تشریف لائے ہوں !“
 ”اگر ان کے متعلق کچھ معلومات بھی حاصل ہو جائیں تو کیا حرج ہے
 حمید نے چڑھانے والے انداز میں کہا !
 ”ڈھر سے آپ کو شانت کچھ غلط نہیں ہوئی ہے !“ لوجوان
 اپنے کوٹ کی اندر ورنی جیب میں ہاتھ دالتے ہوئے کہا اور ایک دز دست
 کارڈ نکال کر حمید کی طرف بڑھا دیا !
 حمید نے کارڈ دیکھا ! یہ راجن تھا ! لوئی ہاتھ پولیس ہٹینش کا
 اپندر ج .

”میں دراصل اس سلسلے میں لفتش کر رہا ہوں !“ اُس نے کہا اے۔
 آپ کا فرض ہے کہ آپ میری مدد کریں ؟“
 ”مزدود کر دیں گا ! میں تو یہاں کی پولیس تے بھی پوچھنے کے لئے آیے
 ہوں کہ میرے چچا اب کیسے مل سکیں گے ! کیوں جناب کیا پولیس کافر
 نہیں ہے کہ وہ ہر معاملے میں اپنی آنکھیں کھلی رکھے !“
 ”میں نہیں سمجھا !“
 ”آخر ڈبہ جیلتی گاڑی سے کیسے الگ ہو گیا ! اور اگر وہ الگ ہوا
 انکل کہاں خائب ہو گئے !“
 ”میرا حیال ہے کہ سمجھیں اعوا کیا گیا ہے !“ راجن نے کہا
 اور حمید منہدو بنا کر ہنسنے لگا !

”کیوں آپ مہنگیوں رہے ہیں !“ راجن نے کچھ بڑا مان کر لوحجا !
 ”عورتوں کا اغوارہ میں نے سُنا تھا . لیکن بڑھ سے مرد دن کا.....
 ہا مر لے !“
 ”شیلا مسکراتی دوہا بھی تک کچھ نہیں بوٹی تھی !“
 ”آپ کا اغوار بھی ممکن ہے !“ اُس نے ادبی آداز میں کہا !
 ”لبختم یہ کچھ یہ حمید ہاتھ دھا کر بولا !“ پتھر نہیں آپ لوگ
 کون پس اور مجھے کیوں بوکر رہے ہے ہیں !“

راہ کا پتھر

”تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر کیک بیک راجن نے کہا !
 ”کیا آپ مجھے اپنا ٹکٹ دکھاسکیں گے !“
 ”ضرور دیکھئے ۔“ حمید نے کہا اور ٹکٹ نکال کر اسکی طرف بڑھا دیا !
 راجن نے ”ٹکٹ پر نظر والی اور پھر حمید کی طرف دیکھنے دیکھا !
 ”آپ لوئی ہاتھ کیوں اُڑ سے ہیں !“
 ”مکھیاں مارنے کے لئے ! مگر بھر غلطی کا احساس ہوا... رات میں مکھیاں
 کھاں ملیں گی !“

”اگر آپ سجنیہ گی سے گفتگو کریں تو بہتر ہے !“
 ”محبہ سے زیادہ رنجیدہ اور کوئن ہوگا !... کیونکہ میرے انکل !“
 ”رجنیہ لگی نہیں... سجنیہ لگی !“ راجن غصیلی آداز میں چینا !
 ”ارے نہ اسیں خفا ہونے کی کیا بات ہے !“ حمید نے کچھ اس انداز
 میں کہا کہ شیلا بے ساختہ میں پڑی ! اس پر راجن اور زیادہ چڑھا !
 ”محبہ اس میں شبہ ہے کہ آپ پھرے ہیں !“ اس نے کہا !
 ”شبہ بہت بڑی چیز ہے ! اکثر لوگ اپنے متعلق بھی شبھے میں مبتلا
 ہو جاتے ہیں ! لیکن اس سے دنیا کے جغرافیہ میں کوئی بندی نہیں ہوتی
 — ہاں لذیں یہ کہہ رہا تھا کہ پولیس کو اس کی پرواہ نہیں ہوتی کہ
 گرد میش کیا ہو رہا ہے ! اب مثلاً آپ اپنے ہی متعلق سوچئے ! آپ نے
 رسائلے میں اتنا کیا کیا !“

”میرا حیال ہے کہ اب کچھ نہ کچھ ضرور کر گزر دیں گا ! — کاپ لحنی ہا
 میں کسی کو جانتے ہیں یا نہیں !“
 اگر کہیئے نوجان پر بھاں پیدا کرنے کے لئے ہیں مرک جاؤ !
 آپ انکھڑا جن ہیں — محجے زیوگ مز کہتے ہیں اور آپ کی تعریف... ما“
 ”میں کیونکہ راجن کی طرف دیکھنے رکا !“

”اگر آپ نے جھما پیسے متعلق مطمئن نہ کیا تو میں آپ کو حرارت میں
 لے لوں گا !“ راجن نے غصیلی آداز میں کہا !
 ”میں مسود بھی اپنے متعلق مطمئن نہیں ہوں آپ کو کیا کروں گا !“
 ”محبہ اپنا پنہ بتائیے ! میں آپ کے متعلق دارالحکومت سے معلوم
 ہوں گے !“ اپنی اکیم کے مطابق وہ اسیں کام بیباہ ہو گئے !

مقدمہ یہ تھا کہ ڈبہ اُس مقام سے پہلے روکا ہی نہ جاسکے جہاں دھا۔
روکنا چاہتے تھے! انہیں علم تھا کہ اگر لوئی یاٹ سے پلٹی اطلاق
دی گئی تو مارنے کے لئے ڈبے کو سائیدنگ پر لے لیا جائے گے
وہ میرے انکل کو انغوارہ کر سکیں گے جو اُس وقت آسی کٹھے ہوئے ڈبے میں
نہیں!... اُنکے آدمی تارالنگی سے کچھ فاصلے پر موجود تھے وہ جانتے تھے
دھاں سے تارالنگی تک پھر چڑھاتی آ جاتی ہے اس لئے رکھتا
ڈھلان پر دوڑنے والا ڈبہ دہاں خود بخود رک جائے گا!

راجن نے ایک طویل سانس لی! اور حمید پھر بولا! "اب رفع
میرا شبہ!"
"راجن خواہ خواہ بات نہ بڑھاؤ!" لڑکی بولی! "اگر کہتے ہیں ان پر
ہے تو اُنکے بتائے ہوئے پتہ پر پوچھ کرلو!"
"اچھی بات ہے!" راجن اٹھ گیا! لیکن شلا دہیں بیٹھی رہی
اور چاہے دوں! آپ کو جناب! "شیلا حمید سے پوچھا
یقیناً! میں بہت تھاک گیا ہوں! محترمہ! شاید آپ نے
میں نے آپ کے متعلق بھی اخبارات ہی میں پڑھا تھا! آپ فون کر
جاء ہی بخیں.... لیکن ایک خبر نے آپ کو اس سے باز بکھا
بھر ران راجن صاحب کی سمجھے میں یہ بات کیوں نہیں آئی؟"
"دیکھئے! اگر آپ ہیاں ہوتے تو آپ بھی بوکھلا جائے!"
ہی ایسی سختی اپانک یہ سب کچھ ہوا تھا!
"یہاں ایک صاحب اور بھی تھا! وہ بھی اتفاق سے ہرے ہی ہیں!
اس کے بعد ہی مسٹر راجن کو چاہئے تھا کہ شہر جا کر کہیں سے
اسٹیشن کو فون کرتے!"

"سچی ایک غلطی ہو گئی تھی!"
"س غلطی کی بنا پر ان حضرت کو مشتبہ کیوں نہ سمجھا جائے!"
"آپ کوں ہوتے ہیں مشتبہ سمجھنے والے!"
"جی کا بھیجا!" حمید نے لاپرداں سے جواب دیا پھر سکرا کر بولا!
"س چائے کے لئے بھید مشکور ہوں!"
"بھری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک پولیس آنسر سے ڈکرانے کے جنط میں
کیوں مبتلا ہو گئے ہیں!"
"یو لیس آنسر دل کو خیلیر نے میں مجھے خاص دطف آتا ہے! اگر
حضرت تھے بند بھی کر دیں تو انہیں پختا ناپڑنے گا..... کیوں نکل کر منالی جی
کے، ہر ڈاکٹر زمیبو کو کون نہیں جانتا!..... مارنے خود پرائمینستر
کے... خیر..... ہٹائیے...!"

"اوہ..... تو آپ اس سلسلے میں چھان بین کرنے آئے ہیں!"
"پر جان بین بھی کرنی ہے! اور چند چڑی بوٹیاں بھی تلاش کرنی ہیں!
تھے معلوم ہوا! ہے کہ لوئی گھاٹ کے جنگلوں میں سونی بوٹی بھی پائی جاتی ہے!
"سونی بوٹی!" شیلا مہن پڑی
"اس میں ہمنے کی کیا بات ہے!"
"میں نے بھی سننا ہے کہ سونی بوٹی سے سونا بناتا ہے!"
"غلط سننا ہے آپ نے! یہ سب بکواس ہے!... لیکن یہ حقیقت ہے
بھر ران راجن صاحب کی سمجھے میں یہ بات کیوں نہیں آئی؟"
"دیکھئے! اگر آپ ہیاں ہوتے تو آپ بھی بوکھلا جائے!"
ہی ایسی سختی اپانک یہ سب کچھ ہوا تھا!

"یہاں ایک صاحب اور بھی تھا! وہ بھی اتفاق سے ہرے ہی ہیں!
اس کے بعد ہی مسٹر راجن کو چاہئے تھا کہ شہر جا کر کہیں سے
اسٹیشن کو فون کرتے!"

ایک ستر بہ گاہ بنارکھی ہے !.... جڑی بوٹیوں کے ماہر سمجھے جاتے ہیں ! لیکن دہ آج بھی بہرے ہیں ! ”

” ممکن ہے وہ جانتے ہی نہ ہوں کہ سونی بوٹی بہرے بین کا علاج ہے دیسے جڑی بوٹیوں کی پہچان بہت مشکل ہے ! مجھے ان صاحب کی پہچان بتائیے ! بین اُن سے ضرور ملاؤ گا ! ”

” ان کا بنگلہ سپلیٹی میں ہے ! لیکن اُنھوں نے یہاں بنگل کے قریب ستر بہ گاہ بنارکھی ہے ! سپلیٹی سے یہاں اکثر آیا کرتے ہیں ! ”

” بُرُٹھے آدمی ہیں ! ”

” حمید کو وہ بہرالبڑھا یاد آگیا جو سپلیٹی کے استیشن پر آتزا تھا ! اور ہے ایک خوبصورت سی لڑاکی ریتوکر لئے آئی تھی ! ”

” ان صاحب کا نام کیا ہے ! ” حمید نے پوچھا !

” پرو فیسر منہاج کہلاتے ہیں ! بہت مشہور آدمی ہیں ! ”

” اُنکی پشا فی پر بائیں جانب زخم کالمباتان ہے ؟ ” حمید نے پوچھا

” جھی لان — ہے ! ”

” میرا حیال ہے کہ تمہدوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں . خیراب میں سکھا نہیں جاؤں سکا ! یہیں رُک جاؤں گا ! ”

” ستریا کچھ نہ بولی !.... حمید بھی خاموشی سے چاہے پینے لگا ! پھر ٹھوڑی دیر بعد راجن دیباں رومن میں داخل ہوا . ”

” مجھے فندق نہیں پرافسوس ہے ڈاکٹر صاحب ! ” اُس نے مسکرا کر کہا

” جگدش نے کیا کہا ؟ ”

” ستر کو بھی سرخ جانتے ہیں ! اور آپ ایک معزز آدمی ہیں ! لیکن دہ آج بھی بہرے ہیں ! ”

” سروی نہیں ہے کہ لوگ میرے سارے خاندان سے بھی داقت ہوں ! ”

” آپ کرماناوجی کے ماہر بھی ہیں ! ” شیلانے کہا !

” جگدش نے یہ بھی نہیں بتایا ! ” راجن بولا !

” تھا ہوگا ! ” حمید نے لاپرواٹی سے کہا اور پاپ میں متباہ کو سمجھنے لگا !

” آپ کرماناوجی کے ماہر ہیں ! ” راجن نے کچھ دیر بعد طویل سانش لیکر

” میری بھوپلہ کچھ بھی ! میرا حیال ہے کہ جگدش صادب دغذہ آپ سے

” بھوپلہ مدد لیتے ہوں گے ! ”

” بالکل — بالکل ! میں آپ کی بھی مدد کر سکتا ہوں ! مگر دشواری ہے کہ میں آئندہ سماعت کہو بیٹھا ہوں ! ”

” یہ شاید یہاں بھی مل جائے ! میں تلاش کروں گا آپ کے لئے ! ”

” بہت بہت شکر یہ !.... میں نے بھی سکھنا جانے کا ارادہ ملتی

” ہے . کیونکہ میں یہاں جڑی بوٹیوں کے ماہر سے ملاقات کروں گا ! ”

” راجن شیلانے کی طرف دیکھنے لگا ! اور شیلانے نے اُسے بتایا کہ اکٹھ

” میرا حیال ہے کہ تمہدوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں . خیراب میں

” سکھا نہیں جاؤں سکا ! یہیں رُک جاؤں گا ! ”

” مجھے بھی جڑی بوٹیوں سے دلپی ہے ! اور میں اکثر پریسمنہاج سے

” بتا ہوں مگر یہ عجیب بات ہے کہ وہ بھی ادھنا سنتے ہیں ! ”

” ہم لوگوں کی خوش نصیبی ہے کہ غیر ضروری باتیں ہمارے کا لوز میں

” ستریں ! ” حمید نے کہا ! ” اب یہ بتائیے مسٹر راجن کے فریب کو لئے

میر سنبھل گئیں! کیونکہ جنگل گھنے اور دشوار گزار ہیں! کوئی ہوٹل بھی ہے!

جن لوگوں سے آپ کا مقابلہ ہوا تھا! وہ بھی جنگل ہی کی طرف

چلتے! ان کا مقصد تو صرف یہ تھا کہ وہ فائز نگ کر کے مجھے اس وقت تک

جب تک کہ ٹیلیفون کے تاریخ کٹ جائیں!

جس بات رہی ہوگی — خیر لوت پھر وہ جنگل ہی کی طرف فرار ہوئے ہونگے!

تھیں!

تعاقب نہیں کیا تھا!

آخر میرے سانحہ کچھ اور آدمی بھی ہوتے تو یقینی طور پر تعاقب کرتا!

کہ تھی! جنگل میں گھنسنے کی کوشش کی تھی! لیکن ہم لوگ را بھٹک کتے!

جسکل سے والی ہوئی! جنگل کیا بھول بھیاں ہے!

کی کبھی شکار کی عرض سے بھی لوگ وہاں نہیں جاتے!

یہیں لے تو کبھی نہیں سننا کہ کوئی گیا ہوا!

لیکن یہ آج تک نہ معلوم ہو سکا کہ فائز کرنے والے کون نہیں! اور

چانک کار ایک جھٹکے کے ساتھ رک گئی! اگر نہ رکی ہوتی تو اسکا اس

مقصد کیا تھا!

چھرے ٹکڑا جانا یقینی تھا جو بچ میں سٹرک پر راستہ روکے ٹراختا!

انکل گومروالے حادثے سے پہلے کی بات ہے یا بعد کی!

حمدی نے بڑی پھرتی سے کار کا درد اڑہ کھولا! اور پنجے اتر کر کسی تیر

نے پوچھا!

بس ایک رات پہلے کی بات ہے!

راجن نے جواب دیا!

ادہ —!

حمدی کچھ سوچنے لگا! پھر لولا! تو کیا وہ فائز نگ اور

اطراف کے لئے نئی بات بھی تھی!

قطعی ڈاکٹر اغیر منتو قع اس سے پہلے شام دشکارلوں کی بندوق

” جماں! تذکرہ ہے اور وہاں آپ کو آرام بھی ملے گا!

” تو کچھر چلپوں!

” چلنے باہر پولیس کا موجود ہے! میں آپ کو پوچھا دوں گا!

” بہت بہت شکریہ!

” حمید اٹھ گیا!

قلی نے سامان اٹھایا! اور شیلا بھی اُنکے ساتھ گیٹ تک آئی!

وہ کار میں بیٹھ گئے۔ حمید آگے ہی بیٹھا تھا پہلی نشست پر سامان رکھ

گیا تھا ارجمن ڈرائیور کرنے لگا۔ سٹرک کی دلوں جانب اونچی اونچی

چٹا نہیں تھیں! اچونکہ کار چڑھائی پر جا رہی تھی اس لئے اُس کی رفتار بخ

کم تھی!

” لوئی ہاٹ بڑی پُرانی جگہ تھی ڈاکٹر!

” راجن نے کہا: ”مگر اب یہ

ان رفاقت کی بن پر بڑا ہر اس بھیل رہا ہے!

تقریباً ایک ہفتہ پہلے کی با

ہے کہ اُدھر جنگلوں میں کوئی آدمی گھنٹے تک فائز نگ ہوئی تھی

لیکن یہ آج تک نہ معلوم ہو سکا کہ فائز کرنے والے کون نہیں!

ادرا

” اس کیا تھا!

” بس ایک رات پہلے کی بات ہے!

راجن نے جواب دیا!

ادہ —!

حمدی کچھ سوچنے لگا! پھر لولا!

” تو کیا وہ فائز نگ اور

اطراف کے لئے نئی بات بھی تھی!

وہ پتہ نہیں ! ابھی تو یہیں تھا ! ” راجن نے بھترانی ہوئی آذازیں
جواب دیا !
” سیرا ریوالور جیں کر تم نے بہت بڑی فلسفی کی ہے ! ” راجن نے کہا !
” سے ہم واپس کر دیں گے مسٹر راجن ! ”
” خر تم لوگ یہاں کی پر آمن فضائیں مکار کر رہے ہو ! ”
” وقتی ہنگامے میں مسٹر راجن ! کچھ سکون ہو جائے گا ! ”
” آخر ایسا کا مفقود کیا ہے ! ”
” کیا تم دوستانہ فضائیں بات کرنا چاہتے ہو ! ”
” دوستانہ ! ” راجن نے حیرت سے ڈھرا یا !
” میں — کیوں ؟ کیا ہوا — تمہیں اس پر جرأت کیوں ہے ! تم سے
سے دو اچار جنم سے زیادہ عقلمند نہیں ! اس لئے ایک بہت بڑی جائیداد
کا لکن گیا ! ”

” آدہ — ! مجھے الیسی جائزہ سے کوئی دلچسپی نہیں ! ”

” چھوپی ٹھبیت کے لوگ معمولی ہی نتم کی رشتوں پر قناعت کر لیتے ہیں ! ”
” سب پوش نے کہا ! ”

” میں ہر دوست کی رشوت پر لعنت بھیختا ہوں ! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ میرا
عمر بھی بالکل بینا ہے۔ میں نے پڑا نے آدمیوں میں سے ایک کو بھی یہاں نہیں
سے دیا ! روپریں درج کرانے کے تدرائے تک میں نے ہند کر دیئے ہیں ! ”

” درجہ نتم مردگے تو کریا کرم کے لئے بھی سہ ماہیہ نہ ہو گا مختارے گھر میں ! ”

” بڑی شاندار موت ہو گی دوست ادد میوں کے لئے بہترین مثال ! ”

” یہ کیا الغویت سڑوع ہو گئی ! ” نقاب پوش بڑھایا !
” یہ کیا اس موقع پر اس کا بھی تذکرہ کیا جائے ! ”

” پنجھ جا کر تلاش کرو ! ”

” پتہ نہیں ! ابھی تو یہیں تھا ! ” راجن نے بھترانی ہوئی آذازیں
جواب دیا !
” سمجھاڑی دیکھو ! ” اس نے راجن کے سینے پر ریوالور رکھ کر درم
سے کہا !
” وہ کار میں بھی نشدت پر دلوں ہاتھوں سے ٹھوٹنے لگے ! ”
” یہ دیکھو ! ” راجن بولا ! ” بائیں جانب کا دروازہ لٹھلا ہوا ہے و
بریک لگتے ہی آٹر گیا تھا ! ... مگر تم کون ہو ! — اور اس حرکت کو کیسے
برداشت کر لیا جائے ! ”

” جب تک مختارے سینے پر ریوالور ہے کھیس برداشت کرنا ہی پڑیک
نقاب پوش نے کہا ! ” دیے ہم تمہیں کوئی لفظیان نہیں پہوچانا چاہے
” اس آدمی کو ہمارے حوالے کر دو - ! ”

” تلاش کرو ! میں نے اسے جیب میں تو نہیں رکھ لیا ! ”

” انپکھڑ صاحب کے جیب سے ریوالور نکالو ! ” اس نے اپنے سا
کے کہا ! اور دوسرے ہی لمحے راجن بالکل نہتا رہ گیا !

” تم اچھا نہیں کر رہے ! ” راجن غرر ایا !
” بچھے افسوس ہے ! مسٹر راجن ! تم بہت نیک آدمی ہو ایکن ہم
لوئی ہاٹ میں کسی اجنبی کا وجود نہیں برداشت کر سکتے ! ”

” نتم لوگ کیا چاہتے ہو ! غالبًا گورنر کا اغوا ... ! ”

” کیا یہ صدری ہے کہ اس موقع پر اس کا بھی تذکرہ کیا جائے ! ”
نقاب پوش نے کہا اور اپنے آدمیوں سے بولا

” پنجھ جا کر تلاش کرو ! ”

”میرا خیال ہے کہ وہ اجنبی آسانی سے قابو میں نہیں آئے گا !“ راجن نے
مہنگ کر کھا !
لیکن درسرے ہی لمحے میں وہ نقاب پوش بھی بائیں طرف کی ڈھلان میں

اُتر گیا ! راجن نے ایک طویل سانس لی !

ادراہ دہ کار کو بیک کر رہا تھا ! یہاں اس جگہ موڑنا خطرے سے خالی ہنپیں تھا
سیکوں کے سڑک کی دو لونج جاتب ڈھلان میں تھیں ۔ جب وہ قدِ ناؤم اور بھی چٹالوں کے
درمیان پیوں پنج گیا تو بھیر کار اسٹینشن کی جانب موڑ دی ! دہ دراصل اسٹینشن سے
کم از کم دو سلیخ کا نشیل اپنے ساختہ لانا چاہتا تھا !
جب سے سٹینشن پر فائز نگ ہوئی تھی ہر دقت چار سلیخ کا نشیل بولوں کی ڈیونی
دہاں رہتی تھی !

وہ جلد ہی اسٹینشن پیوں پنج گیا کیونکہ واپسی میں ڈھلان ہی ڈھلان تھی ! اور کہ
دہ کار کو غاصی تیز رفتار سے بھی لا یا کھتا !

دو سلیخ کا نشیل بولوں کو ساختہ لے کر وہ بھراؤ سی جگہ و اپس آیا مگر آب
دہاں سنا تھا ! نزدیک دور سے جھینگروں کی جھائیں جھائیں کے علاوہ
اور کوئی آواز نہیں آرہی تھی البتہ کبھی کبھی گیدڑیں پختے تھے ! باہیں جا
کی ڈھلان میں دور دور تک ٹارنچ کی رد شنی رینگتی رہی — مگر لا حاصل
بنے کہیں ڈاکٹر زمیٹو کا پتہ تھا اور نہ نقاب پوش ہی نظر آئے ۔ پھر تینوں
بڑی مشکل سے وہ پتھر مٹایا چوراہ میں حائل تھا !

پہلو شہر کی

حیدر ڈھلان میں اُتر تا چلا گیا تھا !

بھر ایک جگہ کر ددبارہ اور کل طرف پلٹا تھا ! لیکن بہت احتیاط سے !
بھر ایک جگہ کر ددبارہ اور کل طرف پلٹا تھا ! لیکن بہت احتیاط سے !
بھر ایک جگہ کر ددبارہ اور کل طرف پلٹا تھا جیسے وہ زمین ہی پر سینگنے والا کوئی جائز ہو !
لیکن ابھی آدھا ہی راستہ طے کیا تھا کہ دسائے تینچے کی جانب جھیٹتے ہوئے
کھان دیتے ہے ۔ حمید چہاں تھا وہیں رُک گیا ۔ لیکن وہ کم از کم اتنی اونچی
لیٹھو پنج ہی گیا تھا کہ راجن کی آداز اُس سے صاف سُنا تی دے رہی تھی !

سے اس کا علم نہیں تھا کہ ادپر کتنے آدمی ہیں !

..... وہ رہا ؟ ” اُس نے کسی کو کہتے تھے اور ساختہ ہی انکا فائز
کیا ہوا ۔ گولی اُس کے قریب ایک پتھر سے مکرانی اور دہ بھیر بڑی تیزی سے
تھی سے اُتھنے لگا !

پتھر فائز ہوا لیکن اب اُس سے اطمینان تھا کہ آسانی سے نہ مارا جائے
کہب آے بھی ایک بڑے پتھر کی آڑمل گئی تھی ! اُس نے بھی اُسی سمت
کے جدہر سے فائز ہوا تھا ! پتھر تو باقاعدہ طور پر کھن گئی ! ان بھیرے
کی گویاں بر باد ہوتی رہیں !

دیے ہے حمید فائز کرتا ہوا آہستہ آہستہ بیچھے بیٹ رہا تھا ! — مگر

کہاں بیٹھا علاقہ اُس کے لئے بالکل بینا تھا ۔ اور اب اُس سے اپنی عنطی کا
حرس ہوا ۔ اُس نے سوچا کہ خود اُس سے لوٹ فائز کرنا ہی نہ پاہئے تھا !

چپ چاپ کسی طرف نکل جانے کی کوشش کرتا اور یہے اگر یہ عذر ڈالنا بوجو
ہوتا تو خیر کوئی بات نہ تھی اے۔ اب وہ کوشش کرنے رکھا کہ کسی طرح آٹیشن
ہی کی راہ پر لگ جائے!

پست نے کے بعد وہ پھر آٹیشن میں اُتر لئے رکا!

جس کے مارے اب چلنے کی بھی سکت نہیں رہ گئی تھی، اس لئے اب وہ
بی جگہ نداش کرنے لگا جہاں چپ چاپ جا پڑے۔

سوچ رہا تھا کہ کیا لوئی ہاٹ میں اُتر کر اُس نے غلطی کی تھی! مگر پیٹ
کی وجہ سے اس سوال کا کوئی معقول جواب اُس کی سمجھو میں نہ آ سکا!

اس کے متعلق سوچنا ہی چھوڑ دیا۔ جلدی اُسے ایک الی چلہ
چلی جس دہ رات لبر کر سکتا تھا!

یہ چھوٹے ڈہانے کا غار تھا مگر اس کا اندر دنی حصہ کافی کثا دہ تھا!
لیکن یہاں اسے کیا کرتا کہ منڈا ترا ایک گھنٹہ چلتے رہنے کے باوجود
بھی آٹیشن پر نہ پہنچ سکا! اب اُسے تشویش ہوتی! اور اس پر حضنے کے
لئے ہے!

چھوڑی ہی دیر بعد اُسکے یخ بستہ کا ن گرم اگتے! اور وہ لیٹ گیا! تھکن یا یہ
مگر سمجھا تھا دہ تو سطح چٹا لون کا ایک سلسلہ تھا جو دور تک چھیلا ہوا تھا
پتلون کی جیب میں اتفاق سے وہ چھوٹی سی ٹارچ پڑی ہوئی تھی جسے دہ

اکثر خانہ تلاشیوں کے موقع پر استعمال کیا جاتا! مگر اس کی رد شدی ایک
نہیں سے دائرے سے ہی تک محدود رہتی تھی اے۔

ہر کلہ چٹا لون پر دھوپ لکھری ہوئی تھی! مگر دہ چکرا کر رہ گیا اُس کی
حمدی جہاں تھا وہیں بیٹھ گیا!

اُس کی سمجھو میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا کرے؟ یہ بھی اپنی فتح کی وادی
ٹریکٹری تھی! سفر کا تکان بھی نہیں دور میو نے پایا تھا کہ نئی افتادا!

آئیں بھوک کے مارے اینٹھنے لگی تھیں! لیکن اُس وقت وہ دھما
تھا!

چپ چاپ کسی طرف نکل جانے کی کوشش کرتا اور یہے اگر یہ عذر ڈالنا بوجو
ہوتا تو خیر کوئی بات نہ تھی اے۔ اب وہ کوشش کرنے رکھا کہ کسی طرح آٹیشن
ہی کی راہ پر لگ جائے!

دہ نیچے نہ سکتا رہا اُس کا حیاں تھا کہ اُس سمت چل کر وہ آٹیشن

پر ہو پنجے گا!

فاراب نہیں ہو رہے تھے! حمید نے مٹرک پر ہو پنجے کی کوشش نہیں کر بلکہ انداز سے پنجے ہی پنجے چلتا رہا!

دہ راجن کے متغلق سوچ رہا تھا کہ نہ جانے اُس پر کیا گذری ہو اے۔۔۔

اُس کا حیاں تھا کہ وہ آٹیشن پہنچ کر اُن چاروں ملٹی کامپلکس کو اُس بند

لا تے گا جہاں کا روکی گئی تھی!

لیکن یہاں اسے کیا کرتا کہ منڈا ترا ایک گھنٹہ چلتے رہنے کے باوجود
بھی آٹیشن پر نہ پہنچ سکا! اب اُسے تشویش ہوتی! اور اس پر حضنے کے

لیکن اور پہنچا تو مٹرک ہی نہ ارد پائی اپنے نہیں ڈکھا نکل آیا تھا! جسے دہ
مٹرک سمجھا تھا دہ تو سطح چٹا لون کا ایک سلسلہ تھا جو دور تک چھیلا ہوا تھا

پتلون کی جیب میں اتفاق سے وہ چھوٹی سی ٹارچ پڑی ہوئی تھی جسے دہ

اکثر خانہ تلاشیوں کے موقع پر استعمال کیا جاتا! مگر اس کی رد شدی ایک
نہیں سے دائرے سے ہی تک محدود رہتی تھی اے۔

آئیں بھوک کے مارے اینٹھنے لگی تھیں! لیکن اُس وقت وہ دھما

تھا!

جی ہے بیاں ! ”

” جی ہاں ! — سید ہے چلے جائیے ! آگے بائیں جانب ایک زردرنگ کی
مناسب سمجھو ! اور پھر ایک طرف چل پڑا — چلتا ہی رہا ! لیکن دیرے

کا سدل کسی طرح ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا تھا !

دہ آدمی اپنی راہ پر ہو لیا ! اور حمید سوچنے رکا کہ اس ٹریبڈی کو کیا کہیں
گے ! اور پھر وہ راجن کے متعلق تو رات ہی سے الگھن میں پڑا ہوا اتحاد کے
سے اس کی گفتگو کا کچھ حصہ سناندا ! لیکن اس کی بتا پر دہ اس کے

صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ نہیں کر سکتا تھا !

راہ گیر کی بتائی ہوئی راہ پر کچھ دور چلنے کے بعد حمید زردرنگ کی عمارت
کے سامنے پہنچ گیا ! یہ ایک جھوٹا سا صاف سترہار ہو ٹل تھا !

اس نے دل کھول کر ناشہ کیا اور پھر کچھ دیر بعد اس میں کسی

سے آٹھنے کی بھی سکت نہ رہ گئی ! اور اس نے بتا کو پینے کا ارادہ

کیا ایک تعلیمی ترک کر دیا ! اس نے سوچا کہ اگر پاپ کے دوچار
پھرے کش لگ گئے تو چاند و کا مرہ آ جائے گا !

اس نے کرسی کی پشت سے لکھ کر آنکھیں بند کر لیں ! فی الحال اس کے

دہن میں کوئی اسکیم نہیں تھی ! وہ راجن کے بارے میں سوچنے لگا کہ اس سے

نے متعلق اطلاع دبے یا نہ دے !

” تھا نہ — ! اس آدمی نے اُس سے پنجے سے ا پر تک گھورتے ہوئے

تھا نہ لوز لوئی ہاٹ میں ہے جناب !

” اربے تو پھر یکوں نی بستی ہے ! ”

” پیلی ! — آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں ! ”

حمد نے ایک طویل سائز لی اور بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا ! ” کوئی ہو

چل کر دہ اسٹیشن تک پہنچ کے گما ! لیکن فیصلے کی بجائے اس کے ذہن میں
ایک گندی سی گالی گو نجی بھے اس نے اپنی ہی ذات سے منسوب کرنا ز

آخر کچھ دیر بعد اُس سے سامنے والی چڑھائی کے اختتام پر دھواں
اٹھتا ہوا معلوم ہوا . اور اس کی رفتار تیز ہو گئی !

پھر یہ چڑھائی سفر آذت کا نمونہ بن گئی ! شامِ جانکنی بھی حمید کے

استی تخلیف دہ نہ ثابت ہوتی جتنی دہ چڑھائی بن گئی تھی ! اُس کا دل چا

ر ہاتھا کہ تیب میں چھلانگ لگا کر اُس سفر ہی کا خاتمہ کر دے ! لیکن

مزدوری تو نہیں کہ بر معا ملے میں دل کی صدائیں لبیک بھی جائے ا

خدا خدا کر کے وہ اپر ہوئے اور پھر انکی باجھیں بیچ مجھ کھل گئی
کیونکہ سا منے ہی بستی نظر آرہی تھی اب ترید تین تھلن کے باوجود بھی اُس کی رفت

تیز ہو گئی . اب دہا لکل ! سی اندازیں چل رہا تھا کہ ہزو اس کا ہی ذہن ہٹو

کی صدائیں دینے لگا !

سب سے پہلے آدمی نظر ٹپتے ہی اس نے کہا ” بھائی ” دراحتا نے

راستہ بتانا ! ”

” تھا نہ — ! اس آدمی نے اُس سے پنجے سے ا پر تک گھورتے ہوئے

” اربے تو پھر یکوں نی بستی ہے ! ”

” پیلی ! — آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں ! ”

سیلوں ہی معلوم کر لیا تھا اور اُس کے اندازے کے مطابق بنگلہ بیاں
دor بھی نہیں تھا ابde جلد ہی دلار پہنچ گیا ! عمارت توجھوٹی ہی سی تھی امگر
اس کی تعمیر میں ٹپری تقاست اور عر قریزی سے کام لیا گیا تھا ! دو ایک
خوبصورت سے باغ کے درست میں واقع تھی ! لیکن باغ کے گرد چہا
دیواری نہیں تھی !

وہ باغ میں گھستا چلا گیا ! سخوٹری ہی در چلنے پر اسے وہ لڑکی نظر
آئی جسے بچپنی رات پلٹھی کے اسٹیشن پر دیکھا تھا ! وہ خوبی کے درخت کے
پیچے ایک مسطح پتھر پر بیٹھی ٹنگ کر رہی تھی !

اس نے حمید پر ایک اچھتی سی نظر ڈالی اور پھر سر جھکا کر لپنے کا میں
مشغول ہو گئی ! وہ ینے عرارے اور فاختی رنگ کے لمبے کوت میں تھی
حمدید ایک لمحے کے لئے رُکا اور پھر اسکی طرف ٹھہڑتا چلا گیا ! اسے
اپنی جانب آتے دیکھ کر وہ کھڑری ہو گئی !

« کیا پرنسپر مہماں ہیں ۔۔۔ ہتھے ہیں ! »

« جی ہاں ۔۔۔ ! » حمید کاں پر لانچ رکھ کر اُس کی طرف جو کا اور لڑکی پیچے
ہٹ گئی وہ غصیلے انداز میں اس سے گھور رہی تھی !

« آپ ڈیڈی کا مضجع داڑا رہے ہیں ! » اُس نے گرم ہو کر کہا
« ڈیڈی فاختہ اڑا رہے ہیں ! » حمید نے متوجہ اپنے لہجے میں سوال کیا
« آپ بد نتیز ہیں ! » لڑکی کی آداں ملبت ہو گئی !

« میرا نام حفیظ نہیں ! زیو گوہڑا ہے ڈاکٹر زیو گومرا ! »

وہ حمید اسی وقت دو بڑے بھائی برآمدے میں نظر آیا جس سے
درخیک اسی وقت دو بڑے بھائی برآمدے میں نظر آیا جس سے
ترین میں حمید کی جھوپڑیں ہو جکی نہیں !

سیلوں ہی معلوم کر لیا تھا اور اُس کے اندازے کے مطابق بنگلہ بیاں

دor بھی نہیں تھا ابde جلد ہی دلار پہنچ گیا ! عمارت توجھوٹی ہی سی تھی امگر
خوبصورت سے باغ کے درست میں واقع تھی ! لیکن باغ کے گرد چہا

دیواری نہیں تھی !

وہ باغ میں گھستا چلا گیا ! سخوٹری ہی در چلنے پر اسے وہ لڑکی نظر
آئی جسے بچپنی رات پلٹھی کے اسٹیشن پر دیکھا تھا ! وہ خوبی کے درخت کے
پیچے ایک مسطح پتھر پر بیٹھی ٹنگ کر رہی تھی !

اس نے حمید پر ایک اچھتی سی نظر ڈالی اور پھر سر جھکا کر لپنے کا میں
مشغول ہو گئی ! وہ ینے عرارے اور فاختی رنگ کے لمبے کوت میں تھی
حمدید ایک لمحے کے لئے رُکا اور پھر اسکی طرف ٹھہڑتا چلا گیا ! اسے

اپنی جانب آتے دیکھ کر وہ کھڑری ہو گئی !

« کیا پرنسپر مہماں ہیں ۔۔۔ ہتھے ہیں ! »

« جی ہاں ۔۔۔ ! » حمید کاں پر لانچ رکھ کر اُس کی طرف جو کا اور لڑکی پیچے
ہٹ گئی وہ غصیلے انداز میں اس سے گھور رہی تھی !

« آپ ڈیڈی کا مضجع داڑا رہے ہیں ! » اُس نے گرم ہو کر کہا
« ڈیڈی فاختہ اڑا رہے ہیں ! » حمید نے متوجہ اپنے لہجے میں سوال کیا

« آپ بد نتیز ہیں ! » لڑکی کی آداں ملبت ہو گئی !

« میرا نام حفیظ نہیں ! زیو گوہڑا ہے ڈاکٹر زیو گومرا ! »

سے بھی آواز بھی بعض اوقات کالوں میں نہیں پہنچتی لیکن مجھردوں کے لئے
جسی تھے ہیں ! ”

سید کھانے لگا وہ بہت ادپنگی آواز میں بول رہا تھا !
” اس ہوتا ہے ” بوڑھے نے سر ہلا کر کہا ” مگر آپ مجھ سے کیوں
تھے ؟ علیٰ اندر بیٹھئے ”

سے ایک کمرے میں لایا جو بیت ملیقے سے سجا یا گیا تھا !
” بت بد کھئے جناب ! ” اُس نے کہا اور حمید ایک کرسی پر بیٹھ گیا اُن کے
لئے ترکی بھی آئی تھی !

خوایسے انجھ سے آپ کو کیا کام تھا ! ” بوڑھے نے پوچھا !
” سماحتا نہیں بلکہ بھی ہے ! ” حمید نے ناک سے شو شو کرتے
دھمکیں دھمکیں بتا یا سفا نا..... طین میں بھی تھے اور ہم دلوں کا فی
ریت تک بھی سمجھتے رہے تھے کہ ایک دوسرے کوئے و قوت بنارہے ہیں
لڑکی کا جوش بھند اپنگیا تھا اور اب اُس کے چہرے پر شرم دکھنے کے بہاں مل جاتی ہیں ! ”

” سے ایک کام نہیں ! ” وہ حبذا کر لولا ” میں نے پوچھا تھا کہ مجھ سے کیا
کے آثار نظر آنے لگے تھے ؟ ”

” عجیب الفاق ہے — یعنی آپ ہی سے ملنے کے لئے میں نے دارالعلوم
سے یہاں تک کا سفر کیا تھا انصیر آباد سے آپ کا ساتھ ہوا۔ پہلی تک
ساتھ رہے لیکن اجنبیوں کی طرح مجھے بتا یا گیا تھا کہ آپ لوئی ہاتھ میں رہتے
ہیں اور ایک اتر اتو سعوم ہوا کہ رہائش پلٹی میں ہے رات بھرا یک ہوٹل

میں میں جھردوں سے بزرگ آزمائی کرتا رہا ان جھردوں کے پاس شامد آلہ سماعت
بھی ہوتا کہ مہرے بھی اُن کے ہو شد بالغوں سے محروم نہ رہ سکیں اپنے کان

میں آلہ لگا دیا پھر گانے لگے پروفسر یہ بات آج تک سمجھیں نہ آسکی

” آپ کو کیا غرض ! ”

” دہ تیر تیز قدم اٹھاتا ہوا اُنکی طرف آیا !
” آپ ہیں آپ ہیں جناب ! ” اُس نے مضمون اڑائیکے سے امدازیں کہا
” آپ ! ” حمید بھی حیرت سے منہ پھاڑے کھڑا رہ گیا ! کھپر سہنگر لپوا
” یہ صاحبزادی خواہ جو پر حفنا ہو رہی تھیں ! ”

” یہ آپ کا مضمون اڑا رہے تھے — ” لڑکی نے جیخ کر کہا !
” کیا مضمون اڑا رہے تھے ! ” بوڑھے نے حیرت سے پوچھا !
” آپ کی نقل کر رہے تھے ادپنگی کی کیا ! ”

” ارے واہ ہا ہا ہا ہا ” بوڑھا دل کھوں کر سہنا پھر لپوا ” نق
نہیں کر رہے تھے بلکہ یہ بھی میری ہی طرح ادپنگی سنتی ہیں ! میں نے نہیں وہ
دھمکیں دھمکیں بتا یا سفا نا طین میں بھی تھے اور ہم دلوں کا فی
ریت تک بھی سمجھتے رہے تھے کہ ایک دوسرے کوئے و قوت بنارہے ہیں
لڑکی کا جوش بھند اپنگیا تھا اور اب اُس کے چہرے پر شرم دکھنے کے بہاں مل جاتی ہیں ! ”

” ہمیں کیسے تخلیف فرمائی جناب ! ” بوڑھے نے حمید سے پوچھا !

” سے یعنی آپ ہی سے ملنے کے لئے میں نے دارالعلوم
سے یہاں تک کا سفر کیا تھا انصیر آباد سے آپ کا ساتھ ہوا۔ پہلی تک
ساتھ رہے لیکن اجنبیوں کی طرح مجھے بتا یا گیا تھا کہ آپ لوئی ہاتھ میں رہتے
ہیں اور ایک اتر اتو سعوم ہوا کہ رہائش پلٹی میں ہے رات بھرا یک ہوٹل
میں جھردوں کے پاس شامد آلہ سماعت بھی ہوتا کہ مہرے بھی اُن کے ہو شد بالغوں سے محروم نہ رہ سکیں اپنے کان
میں آلہ لگا دیا پھر گانے لگے پروفسر یہ بات آج تک سمجھیں نہ آسکی

اکیلینگ کی — پھر نھوڑی دیر بعد بولا !
الدین نے بھی نام رکھا تھا ایس کیا کروں ! اچھا ہو چاہے مُرا - جن
مجھے سونی بوٹی کی تلاش ہے شائد اسے برمی بوٹی بھی کہتے ہیں!
پورے پورے میں صرف تین پتیاں ہوتی ہیں — یہی اُس کی سب سے
بڑی بیان ہے مجھے یہی بتایا گیا ہے !“
پھر میں اس سلسلے میں کیا کرسکوں گا !“

آپ ڈاکٹر ہیں !“
مجی باں ! میں نے برلن یونیورسٹی سے ہمارات الارض میں رسیرچ کی تھی !“
کیا نامہ ہوا تھا ! بُرُّھا ہُداسا منہ بنَا کر بولا !
نامہ — بہت بُرًا نامہ جاپ ! اگر کبھی فاتتے کی لوبت آجائے
کالون میں ڈالنے سے بہرہ بن رفع ہو جاتا ہے !“
جڑی بوٹیوں ہی کے چکریں میری عمر گزی ہے ! لیکن سونی بوٹی یا برلن
کے کھا کر بھی پریٹ بھر سکتا ہوں ! عام آدمی ایسا نہیں کر سکتے ! لیکن
بوٹی کا یہ صرف مجھے بہلی، ہی بار معاوم ہوا ہو !“
اب خدا جانے بنانے والے نے سچھ بتایا تھا یا غلط !“ حمید بیزاری —
رسکتا ہوں ! زندگی برباد ہو کر رہ گئی ہے !“
خیر — یہ تو میں کہہ نہیں سکتا کہ سونی بوٹی کا وجود ہی نہیں ہے
عام طور پر مشہور ہے کہ اُس سے سونا بنایا جاتا ہے !“

جڑی بوٹیوں پر جھوک مارنا کہاں کی دانائی ہے !“ حمید کی آوان غصیلی تھی !
دانائی نہ ہوتی تو آپ سونی بوٹی کی تلاش میں کیوں تشریف
ہے ہو گئی کبھی کھا رحمات بھی ! — اب یہ کیا ضروری ہے کہ دن
کھڑی بوٹیوں ہی کا چکر رہے ؟ تجربہ گاہ قائم کر دالی جائے !“
بس تو پھر آپ ناحٹ آئے میرے پاس !“

بہرے میں جاری ہوں !“ حمید اٹھنا ہوا بولا !“

اکیلینگ کی — پھر نھوڑی دیر بعد بولا !
مجھے سونی بوٹی کی تلاش ہے شائد اسے برمی بوٹی بھی کہتے ہیں!
پورے پورے میں صرف تین پتیاں ہوتی ہیں — یہی اُس کی سب سے
بڑی بیان ہے مجھے یہی بتایا گیا ہے !“
پھر میں اس سلسلے میں کیا کرسکوں گا !“

مجھے بتایا گیا ہے کہ دہ بوٹی انہیں اطراف میں ملتی ہے !“
کس لئے آپ کو اس کی تلاش ہے !، بوٹھے نے پوچھا !
دہ بہرے پن کا تیرہ بھفت علاج ہے ! اُس بوٹی کا عرق صرف ایک ہی
کالون میں ڈالنے سے بہرہ بن رفع ہو جاتا ہے !“
جڑی بوٹیوں ہی کے چکریں میری عمر گزی ہے ! لیکن سونی بوٹی یا برلن
کے کھا کر بھی پریٹ بھر سکتا ہوں ! عام آدمی ایسا نہیں کر سکتے ! لیکن
بوٹی کا یہ صرف مجھے بہلی، ہی بار معاوم ہوا ہو !“
اب خدا جانے بنانے والے نے سچھ بتایا تھا یا غلط !“ حمید بیزاری —
رسکتا ہوں ! زندگی برباد ہو کر رہ گئی ہے !“
خیر — یہ تو میں کہہ نہیں سکتا کہ سونی بوٹی کا وجود ہی نہیں ہے
اگر اس سے سونا بنایا جاتا ہے اور وہ بہرہ بن نہیں درکر سکتی تو اس
ہاریار لعنت ! میں اسکا جیال چھوڑ کر دوسرا کام دیکھوں گا !“
کیا دوسرا کام !“

میرا نام زیٹو گمز ہے !“
دآ مے نام نہیں نام !“

لیکن ٹھیک اُسی دقتِ عمارت کے کسی حصے سے ایک لرزانی چیخ آئی۔
جس تھراو کر لے کی دھمکی دی تھی بوڑھے نے اُسے بازوں میں بھائے
لیکن اگر کیا بیک اپنے بہرے پن کا خیال نہ آ کیا ہوتا تو وہ اُجھیل ہی
کوشش کی لیکن ناکام رہا! لڑکی فرش پر گرمی... وہ بھیں و حرکت تھی!

حیدر کی گرفتاری

وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے! آدازیں بند در دارے کی ددمہ
پورا صاحبیت زیادہ بد حواس نظر آنے لگا تھا!... وہ اُسے زین سے اُٹھا
سے آرہی تھیں! کوشش کر رہا تھا۔ حیدر نے اُس کا ہاتھ بٹایا اور وہ اُسے ددمہ کرے میلائے!
لڑکی ٹھاٹھ رہو... خاموش رہو!... درنہ گولی مار دو! گا!
مرد کی غزارہ سنائی دی!

”زیبا..... زیبا..... کون ہے کیا بات ہے.... در دارہ کھولو!“ لورڈ
در دارہ پیٹ پیٹ کر چیخنے لگا۔ اور پھر اندر سے کچھ اس قسم کی آدازیں آئیں
کوئی گراہو!... لڑکی کی چیخ پھر بند ہوئی.... اور اس کے بعد سناؤ

”کیا قصہ ہے جناب!“ حیدر نے پوچھا!
”کیا باتاؤ! پتہ نہیں یہ کیوں چیخ رہی تھی!“
”اُندر۔ اور کون تھا؟“
”کون ہوتا۔ کوئی بھی نہیں تھا!“

لیکن ٹھیک اُسی دقتِ عمارت کے کسی حصے سے ایک لرزانی چیخ آئی۔
حمدید کو اگر کیا بیک اپنے بہرے پن کا خیال نہ آ کیا ہوتا تو وہ اُجھیل ہی
لیکن اُس نے ٹپری خوبصورتی سے خود پر قابو پالیا۔ جیسیں برابر گو بخوا
ہا نکل ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی عورت پر شہریا کا دورہ پیر گیا ہوا!
نیک بیک پورا صاحب اُنک پڑا اور اُس کے چہرے پر ایسے آثارِ تطر آئے جسے
کہ کوشش کر رہا ہوا!

”ارے یہ کون چیخ رہا ہے! کیوں جناب!“ حیدر کہتا ہوا اُس کے
دُڑ رہا تھا!

وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے! آدازیں بند در دارے کی ددمہ
پورا صاحبیت زیادہ بد حواس نظر آنے لگا تھا!... وہ اُسے زین سے اُٹھا
سے آرہی تھیں! کوشش کر رہا تھا۔ حیدر نے اُس کا ہاتھ بٹایا اور وہ اُسے ددمہ کرے میلائے!
لڑکی ٹھاٹھ رہو... خاموش رہو!... درنہ گولی مار دو! گا!

”زیبا..... زیبا..... کون ہے کیا بات ہے.... در دارہ کھولو!“ لورڈ
در دارہ پیٹ پیٹ کر چیخنے لگا۔ اور پھر اندر سے کچھ اس قسم کی آدازیں آئیں
کوئی گراہو!... لڑکی کی چیخ پھر بند ہوئی.... اور اس کے بعد سناؤ

”کھولو!... تھیں کیا ہوا ہے... کیوں چیخ رہی ہو۔!“
لیکن نہ تو کوئی جواب ملا! اور نہ در دارہ ہی کھلا! اب کسی قسم کی

آدان نہیں سنائی دے رہی تھی! پورا صاحب اُنک رکھ کر
”یہ تو نہیں ہو گئی ہیں!“ اُس نے کہا!
”کیا کر دیں۔ کس طرح ہو شس میں لا دیں!“

”ڈاکٹر!“ میں کتنا منع کرتا ہوں تم سے کہ ڈراؤنی کہانیاں مت پڑھا کر دا!
”ڈاکٹر— بیہاں تین ڈاکٹر ہیں!..... لیکن سب بیہاں سے کافی و دریں
میری گاڑی کئی اذنوں سے خراب پڑی ہے!“
”فون!“
”فون مرف ہسٹیشن کے لئے ہے! بیہاں دفعے میں کسی کے پاس نہیں ہے
تب پھر..... انہیں یونہی پڑی رہنے دیجئے! اگری کس قسم کا دو
تھا لوخودہی ہوش میں آئیں گی!“

”فتنہ کر دا!“ بول رضاہا ہاتھ اٹھا کر بولا!“ یہ انھیں کہا یہوں کا اثر ہے کہ
یہوں میں یہی خواب سمجھنے لگی ہو!“
”ان سے پوچھئے کہ یہ حضرت کون ہیں!“ لڑکی حمید کی طرف دیکھ کر دھاری!
”زیما— خدا کے لئے پاگل بن کا مظاہرہ نہ کر دا!..... بُری بدنامی ہوگی!
ے نے کہا پھر حمید سے بولا!“ معان سمجھئے گا جناب! مجھے سمجھدا انہیں
کرنے سے آئی تھی۔ دہ لہڑا کی کو گولی مار دینے کی دھمکی دے رہا تھا!
”مغوری دیر بعد لڑکی کے پیپرلوں میں حرکت ہوئی اور بولڑھا اُسے آد
دینے لگا، لڑکی نے انہیں کھول دیں مغوری دیر تک بھس دھر کت پڑی
رہی کھیراً جھل کر بیٹھ گئی!“

”ڈیڈی!“ اُس کے جلن سے پھر ایک چنچ نکلی اور وہ بولڑھے سے لپٹ
”زیما زیما— کیا ہرگیا ہے نمیں— بیٹی!“

”بچاؤ— ڈیڈی— بچاؤ— در نہ دہ بھجے گولی مار دے گا!“ دہ
کسی نہیں سی خوفزدہ بچی کی طرح کا بپ رہی تھی!
”وہ پوچھ رہا تھا کہ تم کون ہو! بیہاں کیوں آئے ہو؟ میں نے کہا میں
سی جانتی اس پر اس نے پتوں نکال لیا! کہنے لگا کہ اگر میں نے نہ بتایا
”مجھے گولی مار دے گا!“

”جاوے!“ حمید کا ن پڑھا رکھ کر جھکا!

”نہ کیوں بیٹی اکیوں..... کیا ہو گیا نمیں! ایک معزز ہمایاں کی لوڑی

”ڈاکٹر— بیہاں تین ڈاکٹر ہیں!..... لیکن سب بیہاں سے کافی و دریں
میری گاڑی کئی اذنوں سے خراب پڑی ہے!“

”فون!“
”فون صرف ہسٹیشن کے لئے ہے! بیہاں دفعے میں کسی کے پاس نہیں ہے
تب پھر..... انہیں یونہی پڑی رہنے دیجئے! اگری کس قسم کا دو
تھا لوخودہی ہوش میں آئیں گی!“

”اس پر اس قسم کے ذریعے کبھی نہیں پڑے!“
”مغوری دیر بعد لڑکی کے پیپرلوں میں حرکت ہوئی اور بولڑھا اُسے آد
دینے لگا، لڑکی نے انہیں کھول دیں مغوری دیر تک بھس دھر کت پڑی
رہی کھیراً جھل کر بیٹھ گئی!“

”زیما زیما— کیا ہرگیا ہے نمیں— بیٹی!“
”بچاؤ— ڈیڈی— بچاؤ— در نہ دہ بھجے گولی مار دے گا!“ دہ
کسی نہیں سی خوفزدہ بچی کی طرح کا بپ رہی تھی!
”کون گولی مار دے گا!“ حمید نے پوچھا!

”جاوے— نتم جاوے— خدا کے لئے جاوے بیہاں سے!..... جاوے— جاوے— جاوے!

”جاوے!“

”تری لے پھر جلن پھاڑ پھاڑ کر اپنا جملہ ڈھرا یا— بولڑھے نے بھی

”وہ کیا پوچھ رہتا تھا سے؟“ بُرڑھے نے مخاطب کیا !
 ”ان کے مغلن ! یہ کون ہیں ! کہاں سے آئے ہیں اکیوں آئے ہیں ایساں
 سرگھر میں انکا کیا کام -“
 ”کیوں جتاب !“ بُرڑھا حمید کی آنکھوں میں دمکھتا ہوا بولا ”کیا آپ
 ان سوالات کے جواب دے سکیں گے !“
 ”یہ تو میں پہلے ہی عرض کر دیکھا ہوں !“ حمید نے کہا !
 ”اگر آپ پیرے ہیں ! اور یہاں کسی بوٹی کی تلاش میں آتے ہیں ... تو کوئی
 سیئی شی کو کیوں گولی مار نے لگا !“

”میں نے اسی پرتو کہا تھا کہ آب سثا میری باری ہے !“
 ”مگر اس جملے کا مطلب کیا تھا !“
 ”ٹھہر یے بتاتا ہوں ! میٹھہ جائیے ! یہ ایک لمبی داستان ہے !“
 ”بُرڑھا بیٹھ گیا ! اُس کے چہرے سے شدید ترین اضطراب ظاہر ہو رہا تھا !“
 ”آپ کو تھرٹیں اپڑیں کے گارڈ کے ڈبے کا داتھ معلوم ہے —!
 مسیہ نے پوچھا !“

”ہاں — میں نے سنا تھا ؟ کیوں ؟“
 ”گارڈ لاپتہ ہو گیا تھا ! آج تک اُس کا شرعاً نہیں مل سکا !“
 ”ہاں شامہ ! یہ بھی درست ہے ! — بھر ؟“
 ”وہ میرا چھا تھا بھر گو نہ !“

”میرے خیال ہے کہ آب میری باری ہے !“ اُس نے بلند آواز میں کہہ
 ”میں نہیں سمجھا !“ بُرڑھے نے کہا ! بھر کی بیک چونک کر بولنا اُن
 ”جن لوگوں نے انھیں انگو اکیا ہے یا مارڈ والا ہے آب دہ میرے پیچھے بھی
 نہیں جھوڑنا چاہئے ! چلتے ! دھھر اُسی کمرے میں آئے جہاں زیبا کو جو
 گئے تھے ! وہ میری پراؤندھی پڑی ہوئی تھی اُن کی آہٹ پر قطف بھی۔“

شامہ ددسری ہی بار... پورا جملہ سنا تھا ! اس لئے وہ آب حمید کو منكص
 پھاڑ کھاڑ کر دیکھنے لگا !
 ”ڈیڈی ! یہ جھوٹ نہیں کہہ رہی ! بچپنی کھڑکی کھلی ہوئی تھی وہ اُس
 اندر کو دیا کرتا ! اور جب آپ زردازہ پیٹ رہے تھے اُدھر ہی سے فرار
 ”زیبا — خدا کے لئے سجیدہ ہو جاؤ !“ بُرڑھے نے کہا
 ”میں بالکل سجیدہ ہوں ڈیڈی !“
 ”میں سلاخیں نہیں تھیں اور یہ زمین سے زیادہ سے زیادہ پانچ ذذ
 اٹھا کر لایا گیا تھا !“
 ”کمرے میں آکر حمید چاروں طرف دیکھنے لگا۔ عقیقی کھڑکی کھلی ہوئی تھی !“
 ”اس میں سلاخیں نہیں تھیں اور یہ زمین سے زیادہ سے زیادہ پانچ ذذ
 اد پنجی رہی ہو گی !“
 ”وہ کھڑکی کے قریب آیا اور سڑی طرف کھڑکی کے پیچے پھولوں کی ایک
 ٹبری سی کیاری تھی۔ قدموں کے تین بہت گھرے نت نات نرم مٹی پر نظر
 ”حمید نے آنکی طرف اشارہ کیا !“
 ”کیا مصیبت ہے !“ بُرڑھا بڑا یا ”کیا زیماں بچ کہہ رہی تھی !“
 ”باہر زرد در تک سنا تھا ! حمید کو ایک متتنفس بھی نہ دکھائی دیا
 ”وہ بُرڑھے کی طرف مڑا —

”میرا خیال ہے کہ آب میری باری ہے !“ اُس نے بلند آواز میں کہہ
 ”میں نہیں سمجھا !“ بُرڑھے نے کہا ! بھر کی بیک چونک کر بولنا اُن
 ”نہیں جھوڑنا چاہئے ! چلتے ! دھھر اُسی کمرے میں آئے جہاں زیبا کو جو
 گئے تھے ! وہ میری پراؤندھی پڑی ہوئی تھی اُن کی آہٹ پر قطف بھی۔“

لٹ پت دا لے جنگل میں نا سر دل کی آدا زین سنی گئی تھیں! لوگوں کا سیان ہے بالکل
یہی معلوم ہوا تھا جیسے دو فیض آپ سین امیر پری ہوں! اتنے زیادہ فائز
تھے! اور میری آنکھیں بھی برت کچوڈی کیعیتی رہی ہیں۔ لیکن میں اسے
کہت نہیں کر سکتا کہ کوئی میرے گھر میں ٹھش کر میری بیٹی کو دھرمکا لے باہیں
تھیں سیشن سے لوٹنی ہاٹ پولیس اسٹیشن کو ڈون کرتا ہوں!

صرد رکھنے! آپ کو اسکی اطلاع پولیس کو صدر دینی چاہئے!

بیٹیا جنا ب!

اگر ان پکٹر راجن، ہی سے گفتگو ہو تو، ڈاکٹر زیو کا حوالہ دیجئے گا، وہ
تھے گا۔ ایک منٹ کی دیر کے بغیر!

کب ان پکٹر راجن آپ کو جانتے ہیں!

اجھی طرح!

بڑی عجیب بات ہے!

عجیب کیوں؟

ایک پولیس آفسر سے آپ کے مراسم ہونے کے باوجود بھی لاگ اس طرح
کے متعلق پوچھ پوچھ کرتے پھر رہے ہیں!

پوچھ پوچھ کی اصل وجہ یہی ہے کہ میں راجن کو اس کیس کی تفییش کے

سلے میں مدد دے رہا ہوں! میں اسی لئے یہاں آیا ہوں کہ اپنے چا

حکومت نکالوں! لگے ہاتھ اگر سونی بولی بھی مل جائے تو کیا کہنا!

آپ بھی چلنے میرے ساتھ اسٹیشن تک!—!

میرے خیال سے صاحزادی کو یہاں تھرا چھوڑنا مناسب نہیں ہے!

ٹھیک ہے! مگر آپ کی موجودگی تو اور زیادہ خطرناک تابت ہو!

تو کیا آپ یہیں کہیں قریب کے ہاشندے ہیں!

نہیں ہیں دار الحکومت یہیں رہتا ہوں!

بھر بھر کیا کرنے آئے ہیں!

کتنا بار بنا دیں!

حمدید حبلاً گیا!

بڑھا اس سے فاموشی سے دیکھتا رہا! بھر بولا!

کیا آپ مان لوگوں

کو جانتے ہیں جبکوں نے اغوار کیا تھا!

کاش میں اُن سے داقت ہوتا!

اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے لئے بھی خطرہ ہے تو آپ کیوں تشریف

لائے ہیں یہاں!

میں آسان سے ہاریا ننے والوں میں سے نہیں ہوں!

کیا فوج لے کر آئے ہیں!

نہیں تھا ہوں! — نہتا ہوں!

لو تیہ کیوں نہیں کہتے کہ خود کشی کا ارادہ ہے! یہ ایک ایسی واردات تھی

کہ ہر سے بڑوں کے چھکے چھوٹ گئے ہیں! آج تک ایسا کوئی دافعہ نہیں ہے!

آیا کہ ٹرین سے ڈھا الگ کر لیا گیا ہوا..... میں نے سُنا ہے کہ بلاگیوں کو

ملائی زخیر لٹی نہیں تھی بلکہ گل گئی تھی!

جی ہاں! اجناس کی یہی اطلاع ہے!

مگر مرگو مرما اغوار کیوں کیا گیا تھا?

پتہ نہیں! خدا بہتر جانتا ہے!

صاحزادے میں نہیں مشورہ دوں گا! کچپ چاپ داپس جاؤ! آجمل

یہاں انہوں باتیں ظہور نہیں ہیں! ابھی کچھ ہی دن پہلے کی بات ہے کہ

جسیں جنگ عظیم کے دوران میں نے ایک دن بھوک سے بتیا ہو کر ایک چھتر
تھے تھے اور انہیں بھوک کر کھا گیا تھا۔ تب، ہی سے بھرہ ہوں ! ”
سے نے بہت برا سامنہ بنایا اور پھر بولی ! ”پتہ نہیں آپ کتنے گزے
ہیں ! جسی کچوے کھاتے ہیں اور کبھی چھر کے کان । ”

” چھر کے نہیں چھر کے ! ” حمید نے غصے لمحے میں کہا !
” میں نے بھی چھر ہی کہا ہے ! اپنے کان ٹھلے رکھئے ! ”
” لمحے سے مخفگ احذا نے چاہا تو آپ چھر کے کان کھائے بغیر ہی بھری ہو جائیں گا ! ”
” خالوش رہئے ! مجھے دفنول باتیں پسند نہیں ہیں ! ”
” اُن دفنول باتیں پسند نہیں ہیں ، لہ اُس شیر کے پچھے مائیگر کو آداز دیجے گا ! ”
” آپ آس کا بھی مضائقہ نہیں اڑا سکتے ! ”
” مجھے انتادقت ہی کہا ملتا ہے کہ کسی کا بضم کرار اسکو آپ کو غلط
سمجھی ہے ! ”
” آچا براہ کرم کچھ دیر خاموش رہئے ! ”
” لمحے ! خاموش بھی ہو گیا ! ”

لڑکی کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اُس کی طرف سے مطمئن نہیں ہے
سچے قبضہ پہنچا ہی رہا !

” پھر بھر دہ بھی لو لے بغیر دہ ہی نہ سکی ! ”
” کیوں جناب ! اگر اب دس پانچ مسلح آدمی آگھسیں تو کیا ہو ! ”
” دس پانچ مردغ مسلم ! کیا مطلب ! ” حمید کے لمحے میں پتھر سکھا !
” دس پانچ مسلح آدمی ! ” لڑکی حبلا کر چکی ! اور حمید یاک بیک اچھل کر کھڑا
” متنبی اسکی عجیب سے روپ الور بھی نکل آیا ! پھر اس نے برا کھلاتے

” جناب دالا ! آپ میں کس جیال میں اگر بین اتنا ہی جو ماہ ہوتا تو وہ آدمی
آپ کی صاحبزادی سے میرے مستحق کچھ پڑ جنہے کی جاتے میرے ہی گریان
پر مرتہ ڈال دیتا ! ”
” میں یہ چیز بھی قابل غدر ہے ! ”

” بس تشریف لے جائیے میں آپکی دلبی تک بھیں ٹھروں گا ! ”
” ڈیڈی ! میں بھی ساتھ چلوں گی ! میں کسی پر اعتماد نہیں کر سکتی ! ”
” مجھ پر لٹکرنا ہی ٹڑے گا آپ کو ! ” حمید نے کہا !
” کیوں ؟ ” لڑکی نے غصیلی آداز میں پوچھا !
” کیونکہ میں قابل اعتماد آدمی ہوں ! اگر قابل اعتماد نہ ہوتا تو محبووں
کی بجائے پولیں کو میرا شجرہ لسب جاننے کی خواہش ہوتی ! ”
” یہ نہیں کہہ رہے ہیں زیبا ! پھر تم اتنی ڈرپوک تو نہیں تھیں ! ”
” میں ڈرپوک نہیں ہوں ! ” لڑکی نے غصیلی آداز میں کہا ! ” آپ
جا سکتے ہیں ! ”

بڑھا بابس تبدیل کر کے چلا گیا ! حمید میں اُسی کمرے میں بیٹھا پا رک
پیتا رہا اذیبا بھی دیں موجود تھی ! لیکن حمید کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا
یہی دہماں اُسکی موجودگی کا اساس ہی تھا گیا ہوا کچھ دیر بعد زیبائے اُس سے
مخاطب کرنے کی کوشش کی ! ”

” آپ مجھے ہرے نہیں معلوم ہوتے ! ” اُس نے آہستہ سے کہا تھا !
لیکن حمید ٹھیں سے مس نہ ہوا بالکل ہر دوں ہی کی طرح بے تقاضا نہ
انداز میں پاپ پیتا رہا ! ”
” آپ کتنے دنوں سے بھرے ہیں ؟ ” زیبائے کچھ دیر بعد چیخ کر پوچھا !

پوئے پوچھا! "کیدھر ہیں! کہاں ہیں!"
لڑکی نے اس کے باہم میں ریو الورڈ یونیورسٹی کے طویل سانس لی!
بیٹھ جائیے اس لے کہا! "اس طرح شھر کیے اجنب اسی نے یہ کہا
کہ اگر دس پانچ مسلح آدمی آجائیں تو آپ انکا کیا بگاڑا ایں گے!"
"لا دل دلا!" حمید براسا منہ سب کر دلا اور پھر کرسی میں گزگ
"یہ آپ کو ریو الور کہاں سے مل گیا!" زیبا لے پوچھا!
"میرے پاس لائسنس ہو!"

"آپ میری سمجھ میں نہیں آ رہے!"
"بہرے بہت مشکل سے سمجھ میں آتے ہیں!" حمید مسکرا یا!
"دکیا مرطلب!" لڑکی آسے گھورنے لگی!
"مرطلب اس وقت تک سمجھ میں نہیں آئے گا جب تک کہ آپ خود بھری نہ ہو جائیں!"

"میں نے آپ سے کہا تھا کہ کچھ دیر خاموش بٹھیے!"
"چلنے پھر خاموش ہو گیا! مگر نہیں! خاموشی سے آخراً آپ کو اتنا رکاو کیوں ہے!"

"زیادہ لکواں کرنے والے احمد ہوتے ہیں!"
"دیکھئے آپ کی ناک پر مکھی میچھی ہوئی ہے!"
"کیا مرطلب!"

"ناک کا مرطلب بتاؤں یا لکھی کا!"
"آپ عجیب آدمی ہیں! زیبا نے غصیل آدازیں کہا!
و عجیب ہونا بُری بات نہیں ہے!"

گرے نے بارہ بجائے اور لڑکی بڑپڑائی! "ابھی تک ڈیڈی دا پس نہیں
چھٹے ہو گیا!"

کسی آنھیں بھی نہ کسی نے پکڑ کر میرا شجرہ شب پوچھنا شروع کر دیا ہو!
جسے خوفزدہ نہ کہجئے!

اپ غلط سمجھی ہیں! میں نے صرف ایک خیال ظاہر کیا ہے!
خسر حیک اُسی وقت واپس آگیا! اور ایک کرسی میں گزگ کی
جسی آداز میں بولا! ہنون پر انکی طریقہ راجن ہی تھا! میں نے آپ کا حالہ
جھٹا! دہ فوراً آرہا ہے!

حید نے صرف بول دیا! — زیبا بولی! "مگر ڈیڈی! آخراً اس آدمی نے

سے میاں لگھنے کی بہت کیسے کی ہو گی؟"

سب کو ممکن ہے بلے بی! ایہ جس شخص گمز کے متعلق بتائیں کرو ہے تھے!
کیا آدمی تھا!

کیا آدمی تھا!

ب کیا بتاؤ! امیری آنکھوں نے بہت بچھ دیکھا ہے!

وہ صحیح آداز میں بول رہا تھا اس نے حمید نے یہ نہیں ظاہر ہونے دیا کہ
کس کے الفاظ دہ بھی سُن رہا ہے! لیکن وہ الجھن میں ضرور پڑ گیا تھا۔

کیا دیکھا ہے! زیبا نے پوچھا!

و دا ایک پر اسرا آدمی تھا! میں نے اسے اکثر لوئی ہاٹ کے جنگلوں

جیکھا۔ اس طرح جیسے اسے کسی کی تلاش ہوادہ اکثر بیرونی تجوہ کا ہوا،

جیسا کرتا تھا! مقصد ہوتا تھا جڑی بویوں کے موتخلق گفتگو!

ستہ ماڈتا رہا ہوں کہ دہ دہاں صرف وقت گزاری کے

چنگل میں پاداش

آن کے پیچھے زیبا بھی آئی تھی ! حمید کے ہاتھوں میں ستفکڑا یاں پڑتے
بیکھر اس کی آنکھیں یحرب سے بھیل گئیں اور وہ کچھ خوفزدہ سی بھی نظر آنے لگی
اپر سے کہاں سے ادکامات آئے ہیں ! ” حمید نے پوچھا !
” میں تھاری کی یات کا جواب دینے پر مجبوڑیں ہوں ! ”
” ماںیگر ٹھائیگر ! ” دنھتا حمید نے مانک لگائی ! اور بولڑھا اگرے ہاؤ
جوان پر کھڑا تھا آہستہ آہستہ نکھ طرف بڑھا اور قریب آ کر کھڑا ہو گیا !
” ماںیگر ٹھائیگر ! ” حمید نے کہا ! ” تم مسٹر راجن سے پوچھ کر مجھے بتاؤ
کہ میں کس جرم کی پاداش میں گرفتار کیا جا رہا ہوں اداہ براہ راست بخوبی جواب
پیش دینا چاہتے ہیں ! ”
ٹھائیگر نے اپنی ایک آنکھ پنڈکر لی اداہ آہستہ آہستہ ٹرے غناک
اداہ میں دم ہلاتا رہا !
” بپیار باتیں نہ کرو ! ” راجن غصیل آواز میں بولا ! ” پھیلی رات تھاری
ہی وجہ سے مجھ پر بھی حملہ ہوا تھا اور اب یہاں کفار سے قدم آئے تو ان لوگوں
بیکھی افتادی !
” سب کچھ ہیرے کا نوں کی بدلت ہو رہے ہیں ! ” حمید نے ٹھنڈی سانس
لے کر کہا ! ” میں مسٹر راجن تم نے دھدرہ کیا تھا کہ ہیرے لئے آلمہ سماعت مہیا
کر دیگے ۔ ”
” بیٹھ جاؤ ! ” راجن نے گرسی کی طرف استارہ کر کے تھکما نہ لچھے میں کہا

کرتا تھا اُسی طرح جیسے مہتھیں کہیں جانا ہو ! لیکن تم وقت سے پہلے ردا
بھر بقیہ وقت راستے ہی میں کہیں گزار کر ٹھیک وقت پر دہاں جا پہنچ جو
حقیقت گانان تھا ! ”
زیبا شائد کچھ اور کہنے کا ارادہ رکھتی تھی لیکن باہر سے گاڑی کی
آئی شاید راجن پولیس کا رہیں آیا کرتا تھا !
” آئی یہ اٹھیتے ہیں ! ” برد فیسر نے کہا !
وہ دد لاؤں برآمدے میں آئے برا جن کا راستے اتر رہا تھا اکاریں
دوستھ کا نٹیل بھی نظر آئے راجن کے ساتھ وہ بھی اُترے — اور راجن
برآمدے کی طرف چلا آیا ! —
دیکھنے ہی دیکھنے اُس نے جیب سے ستفکڑا یوں کا جوڑا نکالا اور حمید
بولا ! ” ڈاکٹر زیبو میں مہتھیں حراست میں لے رہا ہوں ! ”
” کیوں ؟ ” حمید نے خصلے لجھے میں پوچھا !
” اور سے یہی آرڈر آئے ہیں ! ” راجن نے کہہ کر حمید کے ہاتھ
ستھکڑا یاں ڈال دیں !

ادرکھر پر فیسٹر مہماج کی طرف متوجہ ہو گیا!
”ہاں! پر فیسٹر کیا آپ روپڑ درح کراں گے؟“
”جی ہاں! —“

راجن نے لوت بک نکال کر اُس کا بیان لکھا! ادرکھر اٹھتا ہوا
”میں آپ کا مشکر ہوں درنہ ان حضرت کو تلاش کرنے میں بڑی دشواری
پیش آتیں!“

”مگر یہ ہیں کون؟“ پر فیسٹر نے پوچھا!
”خود کو گارڈ گمز کا بھیجا ظاہر کرنے ہیں!“

”تو یہی غلط ہے!“

”تجھے علم ہیں! میکن دار الحکومت سے ایک آفیسر انکا دارٹ لیکر

بڑی ہوائی جہاز یا ہاں پہنچا ہے!“

حید خاموش بیٹھا رہا! اس نئی اطاعت یروں نے خاموشی ہی منا جو
راجن اُسے ساتھ لے گرنا میں آبیٹھا! شیخ کا نسبی مصلحت سیٹ پر بیٹھا
گئے تھے! کار چل پڑی۔ حید بھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا! ”کہ
دہ کوئی سادہ لباس والا ہے جو دارٹ لایا ہے!“

”ہیں — سب اسٹیکٹر ہے!“

”کیا تم نے اُسے بنادیا تھا کہ مسراغ مل گیا ہے؟“

”ہیں —؟“

تب! تو آج کادن بھقارے لئے کافی مشعت بخش ہو گا! حید نے
انگریزی میں کہا! ”میں ان دونوں ہائٹسپاؤں کو بھو خوش کر دوں گا!“

”کیا مرطلب!“

”یعنی بسچ سو ان دونوں کے ادراک ہزار مختار سے!“ حید نے مسکر اکر کہا!
”داماغ سخنڈا رکھو!“ راجن غرّ آیا! ”میں آن لوگوں میں سے نہیں ہوں!“
”آن لوگوں میں سے تو کوئی بھی نہیں ہوتا! راجن صاحب! لیکن پھر بھی!“
”کچھ نہیں خاموش رہو!“
”دد ہزار.....!“
”میکھ سس ہزار میں بھی نہیں! اب تم اپنی زبان بتر کھو!“
”کیا بھیں یقین ہے کہ وہ دارٹ جعلی نہیں ہے؟“
”کیا مرطلب!“
”دارٹ جعلی بھی ہو سکتا ہے!“
”مُردہ آفیسر!“
”جتنے جعلی آفیسر کہو میں بنا کر دکھا دوں!“
”جعلی ہی سہی! لیکن میں اُسے دُرست سمجھتا ہوں! بھیں گرفتار کر کے
کے والے کر دینے کے بعد میری ذمہ داری ختم ہو جائے گی!“
”تم سوچو کہ میں کیسا، آدمی ہو سکتا ہوں جسے پولیس بھی گرفتار کرنا
ہے۔ اور چند نامعلوم آدمی مارڈالنا بھی چاہتے ہیں!“

”سو چند کی صورت ہی کیا ہے؟“ راجن نے لاپرواں سے کہا! ”بچھلی رات
فیض نے مجھے مطمئن کر دیا تھا! اس لئے سوچا تھا کہ مختاری مدد
کے! اب دار الحکومت کی پولیس میں گرفتار کرنے لیجانا چاہتی ہے
سکتی ہے!“
”اچھی بات ہے! مگر کیا یہاں کوئی ہوائی اڈا بھی ہے؟“
”نہیں!“

جہاز میں سکے ! ”
کی مرضی — ! ” راجن نے کہا !
کس جرم میں ! ” حمید نے احتیاج کیا ! ” یہ ایک غیر معمولی حرکت
کی وجہ پر دکھا دیا ! ”
جن پسکر کو مطمئن کر چکا ہوں ! ” لوجوان آفیسر نے ناخوشگوار ہجھے

ب ! ”
یہ بحالتِ خود مطمئن نہیں ہوں ! ”

اپ عدالت ہی میں مطمئن ہوں گے ! ” لوجوان آفیسر بائیں آنکھ
کو سکرا دیا ! ”
سید کو یقین ہو گیا کہ وہ فریضی کی بیک نوری ہی کا کوئی آدمی ہے ! —
بے بیک نوری کے کچھ آدمی اُس کی علمی میں ساتھ ہی آئے ہوں اور
کوڑھلات سے مطلع کیا ہوا ! اور اب جو کچھ بھی ہورہا ہو اُسی کی ہدایت

— مثابات ہو رہا ہوا !
کیا آپ جام تلاشی لے چکے ہیں ! ” لوجوان آفیسر نے راجن سے پوچھا
نہ — نہیں ! ”

یہ صروری ہے ! ” اُس نے کہا اور خود ہی آگے بڑھ کر حمید کی جیبیں لٹکو لئے
ریلوالو روکٹ ہی کی جیب میں موجود تھا ! اُس نے اُسے نکال کر

— کھدیا ! ”
الئنس تو ہو گا آپ کے پاس ! ” اُس نے مسکرا کر حمید سے پوچھا !

ہے ! ” حمید نے غصیلی آدازیں کہا ! ” دارالحکومت میں پہنچ کر
کھلوں گا ! ”

” پھر وہ بندیعہ ہوائی جہاز ہیاں کیسے پہنچ گیا ! ”
” ہیاں زدہ ہیلی کو پڑ سے آیا ہے ! ہیاں آبار کے ہوائی اڈے تک
ہوائی جہاز سے آیا ہفت ! ”

” نوجہاں آباد سے ہیاں تک ہیلی کو پڑا یا ہے ! ”
” ہاں ! ”

” تم نے ہیلی کو پڑ دیکھا ہے ! ”

” وہ تھانے کے باہر ہی موجود ہے ! ”
حمدید نے پھر ایک طویل سان لی ! اُس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ کیا
ہو گیا — دیسے دہ یہ بھی سوچ رہا تھا ممکن ہے فریضی کی بیک نوری کے
کچھ آدمی بھی اُس کے ساتھ ہی ہیاں تک آئے ہوں ! اور اب اُس سے اس سچوشن
میں دیکھ کر ہیاں سے نکال سے جانا چاہتے ہوں ! درنہ کسی ہوائی اڈے سے
ہیلی کو پیش حاصل کر لیتا آسان کام نہیں ہے ! ”

کار راستہ کر لی ترہی ! حمید اب خاموش ہو گیا تھا ! کچھ دیر بعد
وہ لوٹ پہنچ گئے ! تھانے کی کپیاں نڈیں داخل ہوتے وقت حمید نے
پوچھا ! ” میرا سوٹ کیس اور ہولڈال کہاں ہے ! ”

” یہیں تھانے میں ! ” راجن نے جواب دیا !
حمدید خاموش ہو گیا ! وہ اندر آئے اور ہیاں اُسے ایک قذار

جو ان نظر آیا جو بیس کی دردی میں تھا ! ”

” اکٹر زیوگمز ! ” راجن نے حمید کی طرف اشارہ کیا !
” اد بہت بہت شکر یا ! ” لوجوان نے اٹھتے ہوئے کہا ۔ ” میں اس
تعاوون کے لئے بھی ممکن ہوں ! مجھے ابھی رو دائہ ہو جانا چاہئے ! تاکہ

س کی اجازت میں اس صورت میں ہرگز نہ دے سکوں گا جب تک کہ
ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہیں ! ”
” میرے تواب ہتھکڑی نکال، ہی دونا ! ”
” بھی نہیں ! ”

حمدی خا موش ہو گیا ایکین اب وہ مطمئن نہیں تھا ! اگر یہ فریدی ہی کے
تھے تو یہی کوٹر بلند ہو لے ہی یقینی طور پر ہتھکڑیاں کھوں لی گئی ہوتیں
کیا ہو سکتا تھا ! اُس سے بڑی حادثت ہوئی تھی ! مگر حادثت
انداز میں سُسکر اتارا ! ”
” یک فورس ہی دھوکے کی ٹھیک نہیں ! اگر اس کا وجود نہ ہوتا تو اُس
سے بھی ایسی حادثت سرزد نہ ہوتی ۔ یہ رب کچھ فریدی کے غیر یقینی طریق کار کی
سماں تھا ! ”

حمدی نے ایک طویل سانس لی اور سوچنے لگا کہ اگر وہ غلط ہے کھدری، ہی میں
ذباب سے کیا کرنا چاہئے ! خ حقیقتاً وہ فریدی کو بھی الزام نہیں دیکھتا
کیونکہ اُس نے اش کے بتائے ہوئے طلاق کا ریکارڈ کام کی شروعات
کیا تھی ! اُسے اسکی اسکیم کے مطابق سکھلتا سے تفتیش شروع کرنی چاہئے
تفتیش بھی پوشیدہ طور پر نہیں بلکہ کیپن حمید کی حیثیت سے کرنی تھی !
” دھا اس اسکیم روپیں یشت ڈال کر لوئی ہاٹ میں استرپرا ہتھا ! اور خود کو
مریب ہجیجا ظاہر کر کے تفتیش شروع کی تھی ! ”

” اُس نے کنکھوں سے اُس لوجوان آفسر کی طرف دیکھا ! اور بھر
می طرف متوج ہو گیا ! یہی کوٹر اس وقت لوئی ہاٹ کے ناتاہل عنبر

جل بر سے لگزد رہا تھا ! ”

” یہ سفر کتنا لمبا ہو گا ۔ ۔ ۔ ” حمید نے پوچھا ! ”

” راہ میں بھی دیکھنے ہی چلنے گا ! آپ کی آنکھوں پر پٹی نہیں باہم جی
جائے گی ہاں مسٹر راجن ان کا لگبھج دعینہ کہاں ہے ! ”
” دیہیں ہے ! امک سوٹ کیس اور ہولڈال ! ”
” وہ بھی نکلواد بھجتے ! ”

” بہتر ہے ! ” آفسر حمید کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا عجب
راجن چلا گیا اور وہ لوجوان آفسر حمید کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا عجب
کیا ہو سکتا تھا ! اُس سے بڑی حادثت ہوئی تھی ! مگر حادثت
سaman بھی آگیا اور وہ اُس جگہ آئے جہاں یہی کو پٹر کھڑا ہوا تھا !
” حمید نے اُس کے پائیکٹ کو بغوردیکھا ! دھا ایر فورس کے یونیفارم
یہ سمجھتا ! ”

” دھہ بیلی کو پٹر میں بیٹھے گئے ! حمید کے ہاتھوں میں لوجوان آفسر نے
این ہوئی ہتھکڑیاں ڈال دی تھیں ! ”

” تیر آداز والا اجنب اسٹارٹ ہوا اور شین رضا میں بلند ہونے لگی !
” تو کیا دانتی جمحے دار الحکومت ہی واپس جانا ہے ! ” حمید نے
لوجوان آفسر سے پوچھا ! ”

” نی الحال میں آپ کے نئی سوال کا جواب نہ دے سکوں گا : جو کچھ مجھ سے کہا گی
ہے کہ رہا ہوں ! ”

” کرد ! ” حمید نے ٹھنڈی سانس لی اور بولا ! ” مگر کیا یہ ہتھکڑیاں اب بھو
ضروری ہیں ! ”

” میں نے عرض کیا ناکہ میں نی الحال کی سوال کا جواب نہ دے سکوں گا ! ”
” اچھا پیا رے ! مگر میں مکتب کو پینا چاہتا ہوں ! ”

میں ختم ہی سمجھو۔ ”جواب ملا! اور دوسرا سے ہی لمحے میں حمید نے محسوس کی۔
ہیلی کو پیٹر نے اُتر رکھا ہے۔ ادپنے ادپنے درختوں کی چوڑیاں قریب ہوئی گئیں! ہیلی
کو پیٹر جنگل میں اُتر رکھا تھا! یہ جہاں آباد کا ہوا تھا! اڑھے تو نہیں ہے؛“ حمید نے غصیلی آوازیں کہا۔
” چلو تم! سے شاہجہاں آباد کا ہوا تھا! اڑھے سمجھو لو۔ مجھے کوئی اعتراض نہ
ہوگا!“ لوجوان آفیسر نے ملے کاسا تھقہہ رکھا کر جواب دیا!
” ہو سکتا ہے کہ یہ عدم آباد کا ہوا تھا! اڑھے بخاۓ!“

” بھتاری مرضی!“
ہیلی کو پیٹر کر چکا تھا! پائیٹ نے اُتر کر دروازہ کھولا!
” چلو اُترو!“ لوجوان آفیسر نے حمید کو دھکا دیا!
حمدیڈ چپ چاپ اُتر گیا! مصلحت اسی میں تھی کہ دھبے چون وجر
دھی کرتا رہے جس کے لئے کہا جائے! -
غلطی تو ہوئی چکی تھی۔ اگر دھبیک فرس کا کوئی آدمی ہوتا اس
بلکہ تیزی سے نہ پیش آتا! ابھر حال یہ افتاد تو بلکہ فرس ہی کے دھوکے
میں پڑی تھی۔ اگر حمید کو ذرہ برا بر بھی شبہ ہو گیا ہوتا تو یونی ہٹ کے تھاڑے
ہی سے فریڈ سی کو ٹرنک کال کرتا۔

وہ ہیلی کو پیٹر سے یونچے اُترا یا اپا پائیٹ نے اس کا سوت کیس ادھر ہولہ
نکال کر ایک طرف ڈال دیا! اور اُنھیں یونچے ہٹنے کا اشارہ کرتا ہوا ہپر
ہیلی کو پیٹر میں جا بیٹھا!
جمید کو لوجوان آفیسر نے کھیر دھکا دیا! ہیلی کو پیٹر کا اجنب اسٹار
ہو چکا تھا! وہ فضنا میں بلستہ ہو گیا!

” لوجوان آفیسر کرایا!“ میں منھکر ڈیاں نکال سکوں گا!“
” کچھ بچھا کر جو باہر ہے۔ ادپنے ادپنے درختوں کی چوڑیاں قریب ہوئی گئیں! ہیلی
کو پیٹر جنگل میں اُتر رکھا تھا! یہ جہاں آباد کا ہوا تھا! اڑھے سمجھو لو۔ مجھے کوئی اعتراض نہ
ہوگا!“ لوجوان آفیسر نے ملے کاسا تھقہہ رکھا کر جواب دیا!
” ہو سکتا ہے کہ یہ عدم آباد کا ہوا تھا! اڑھے بخاۓ!“
” اس کا سامان ہے! اگر مشکل صحیتے ہو تو یہ صرف بھتاری سمجھ کا
ہے۔ ہمیں سمجھو گے تو ریوالوں کی زبان تھیں سمجھا سئے گی! میں بہت سیر جنم ہوں!“
” تو یہی بڑی کی بات ہے کہ مجھ سے بھتاری ملاقات ہو گئی! میں بھی
میں ہوں! اور تم یہ بھی دیکھ چکے ہو کہ میں نے پولیس والوں کو کیسا الٰہ
خا!“
” اس کی کہانی بھی سن لی جائے گی مگر ابھی نہیں! ابھری اسی میں ہے کہ
رہا ہوں اس پر عمل کرو!“
” نہیں میں یہ فرور دیکھوں گا کہ تم کتنے بھر جنم ہو!“ حمید نے مشکر اکھ کھا
کر کمکسی بیوہ کی طرح پلبدلا کر جنم کی بھیک مانگ گئے!
” چل دیکھی یار — سڑو ہو جاؤ! — امیں خود کو ظلم پر دن سمجھتا
ہے! ابھذ آج اپنا بھی امتحان ہو جائے گا!“
” چانتک اس نے فائز کر دیا! اور حمید اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا!
” ہولڈ ال میں سوراخ کرتی ہوئی دوسرا طرف نکل گئی حمید نے اپنے
ہونگا تھا! وہ فضنا میں بلستہ ہو گیا!

فراد آفیسرے تھے کیا !
مَنْهَا.....مَنْهَا.....ہوں ! "حمد خوفزدہ آوازیں بولا ! "خ
کے لئے نائرنہ کرنا ! " "چلو.....جلدی کرد ! " وہ غُر را یا !

حمد جبک کر ہولڈ ال مٹھا نے لگا ! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ
مٹھا کر سر پر رکھے گا ! لیکن اس نے اُسے سینے تک مٹھا کر پوری
تھے فراڈ آفیسر کے منہ پر بھیک مارا - وہ اس غیر متوقع حلے کے لئے
نہیں تھا لہذا ازان برقرار نہ رکھ سکا !

دوسرے ہی لمحے میں حمید اس کے سینے پر سوار تھا اریوالر لوٹھے اور
لماڑھ سے نکل کر دورجا پڑا تھا ! فراد آفیسر چار دن خانے پت گرا تھا
..... حمید نے اُسے سنبھلنے کا موقع ہی نہیں دیا ! اس بی بائیں کلاں

آس کی تھوڑی اور گردن کوچھی کا دودھ یا دلارہی تھی اور داہنے
سے دہڑی بیدردی سے اُس کی نیک اور دہانے پر گھونٹے بسار
تھا ! جب بھی اسکی آداں بلند ہوئے لگتی اور اس کا منہ دبادیتا ! مار کر
والے کی کمر کے پنجھے ایک بڑا سا پتھر آگیا تھا جس کی وجہ سے وہ اپنالی
ز در صرف کرنے کے باوجود بھی نہ مانہ رکا کھفا !

حمد نے گھوٹنے مار کر اُسکا علیہ ہی بگاڑ دیا ! — آہتہ آہتہ
آنکھیں بند ہوتی جا رہی تھیں ! تھوڑی، ہی دیر بعد وہ بجس دھکت ہو گیا
اب حمید کو نکر ہوتی کہ کوئی مناسب سی بیان گاہ بھی تلاش کرنی چاہئے !
اس جنگل کے متعلق اُس نے فتناتھا کے ناقابل عبور ہے ! لیکن بیان اس
حگ تو اُسے کوئی ایسی دشواری نہیں لظر آئی جس کی بنای عام کہا دتوں کیا

ستی ! ورنک ادیکنی پنجی چٹا نیں بکھری ہوئی تھیں لیکن اُنھیں
دار نہیں کہا جا سکتا تھا ! بیہاں جنگل بھی گھنا نہیں تھا !

حمد نے سوچا ممکن بے بیتیوں کے قریب کے حصے ایسے ہی ہوں جنکی
جنگل علاfone کو دشوار گزار ادناتا بل عبور سمجھا جا سکے !

وہ اس دیکن اوپسٹھ چٹان سے پنجھے اُتر آیا جس پر ہمیں کو پڑنے

تھا ! ایسے غار کی تلاش میں تھا جہاں وقت طور پر پناہ

تھا ! تقریباً پندرہ یا بیس منٹ کی جدو جہد کے بعد اُسے ایسا ایک فار

بیا ! — وہ بھروسہ ہیں والپس آیا جہاں اس کا سامان پڑا ہوا تھا لیکن

سے حسوس ہوا کہ اُس کا شکار لو مر چکا تھا ! اُس نے اُسے ہلا جلا کر

جا ! وہ سر دہوچ کا تھا !

اب ایک بیان مسئلہ پیدا ہو گیا ! طاہر ہے کہ وہ بیان تھا نہ رہا ہو گا !

اس اُس کے دوسرا ساتھی بھی موجود ہوں گے ! اور انھیں علم

کہ وہ کس ہم پر گیا تھا ! اگر اُنھیں اُنکی لاش ملی تو وہ قاتل کی

شیں سارا جنگل جھیان ماریں گے !

یہ لواب اچھی طرح اُنکی سمجھ میں آگیا تھا ! کہ وہ لوگ کون ہو سکتے تھے !

تی رات کا ہنگامہ یقینی طور پر انھیں لوگوں کی ذات سے تعلق رکھتا تھا !

حمد نے گھوٹنے مار کر اُسکا علیہ ہی بگاڑ دیا ! — آہتہ آہتہ

آنکھیں بند ہوتی جا رہی تھیں ! تھوڑی، ہی دیر بعد وہ بجس دھکت ہو گیا

اب حمید کو نکر ہوتی کہ کوئی مناسب سی بیان گاہ بھی تلاش کرنی چاہئے !
سے بیان لا یا گیا تھا !

مگر وہ لوگ کون تھے ؟ اور کیا چاہئے تھے ؟ گارڈ گمز کے اعوانہ کا کیا

پھر امراء کرو ڈا!

حمدی جہاں تھا دہیں دیکارا ہا! دیسے جب میں پڑے ہوئے ریوالر پر
مکنی گرفت مسفبوط ہو گئی تھی!

اُس نے اُخفیں ادبی آوازیں گفتگو کرتے تھے!

” یہ ہیلی کو پیر سے والپس آیا تھا! میں نے ہیلی کو پیر کی آواز سنی تھی! ” ایک
کو بھی سٹھکا نے لگانے کی کوشش کرے۔ لیکن پھر اسے دیکھ چاہا پڑا

” مگر پھر مرا کیسے! ”

” اوه — دیکھو! اس کے منہ سے خون بہا ہے! ”

” بینٹ بھٹ کنے ہیں! ”

” خون لٹنا ک سے بھی بہا ہے! ”

” کیا یہ تنہا والپس آیا تھا! کیا! کام نہیں ہوا تھا! ”

” یقین! — کسی سے لڑائی ہوئی ہے! حالت دیکھو...! ”

” مگر کس سے —! ”

” کیا یہ ممکن نہیں ہے یہ اسے ساتھ لایا ہو! اور ہیلی کو پیر کی والپی کے

بعدہ اس سے لمبٹ پڑا ہوا! ”

” مگر یہ اتنے نکزد بھی نہیں تھا کہ ایک آدمی اسے زیر کر سکے! ”

” پھر اب کیا کیا جائے — لاش اٹھا میں! ”

” نہیں — میرے خیال سے مسٹر گومز کو یہیں بلاد! ”

” اس جملے پر حمید بھوپنیکارہ گیا! مسٹر گومز کو یہیں بلاد! ... کون مسٹر گومز؟ ”

مرحلہ تھا! اور اعذار کا طریقہ بھی خود اعذار کرنے والوں کے لئے
خطرناک ثابت ہے سکتا تھا! — بھیر گومز کے کسی بھتھے کے وجہ
اس قدر بوجھدا یکسو دیا! یقیناً یہ کوئی سبب ہی اہم معاملہ تھا در۔
کو دھوکا دے کر کسی آدمی پر اس کے ذریعے قابو پانائے اتنا ہی خص
مھتا جتنا کسی شیر کے صلن میں ہاتھ ڈال کر اس کی غذا نکال لیتا!

وہ سوچتا رہا اور سامان اٹھائے ہوئے چلتا رہا! ..
غاریں رکھ کر دوبارہ اُسی چیان کی طرف والپس جا رہا تھا کہ اب اُس
کو بھی سٹھکا نے لگانے کی کوشش کرے۔ لیکن پھر اسے دیکھ چاہا پڑا
دہ بڑی پیری سے ایک چیان کی اڈٹ میں ہو گیا!

لادیوں کی آوازیں فریب ہوتی جا رہی تھیں!
اُسے خاکی لباس میں تین آدمی دکھائی دیئے جو اُسی چیان کی طرف
بڑھ رہے تھے جیاں ہیلی کو پیر اُترا تھا!

لاش پر نظر پڑتے ہی انہوں نے دوڑنا شروع کر دیا!

محمد بعد اس نے پھر قدموں کی آدازیں سنیں اور دوسرا طرف سے چیان پر

تھے تھے بھریں۔ ان میں سے ایک توہی آدمی تھا جو یہیں سے لیا تھا اور

تو اس معاملے کو کیا سمجھا جائے گا؟ کیا پول اکیس بیس پاہو کرنے رہے ہیں۔

ایک ادھیر غرما د جیہے آدمی تھا! اُس کے قوی بی مفہوم معلوم

نہ تھے!

اس نے لاش کو تینجا نہ نظر دی سے دیکھتے ہوئے کہا: "یہی خیال

بیقیہ دادمی دیں چیان پر بیٹھ گئے! دہاب خاموش نہیں تھے! احمد

دوسم ہوتا ہے کہ یہ کسی سے لڑکر ہی مرا ہو گا! لاش کی حالت یہی ظاہر

ہے!

"پھر اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟"

سب سے پہلے یہ معلوم ہوتا چاہئے کہ یہ اپنی اسکیم کو عملی جام پہناسکا

نہیں!

اپنے کسی بھتیجے کے وجہ سے لا علم ہیں، انکا خیال ہے کہ وہ جا سو سو

اگر پہنچتا سکا ہوتا تو یہاں اس طرح مارڈا جانا کیا معنی رکھتا ہے؟

آدمی بولا!

"اوہ کیا تم نے بھلی رات اُس آدمی کا پھر تیلا پین نہیں دیکھا تھا!"

مز نے کہا!

"آپ ہی کامیاب تھے؟" دہ آدمی ہمنز کر بولا!

"نہیں راحیش! اس میں پرسنیدگی سے غور کرد! میرا خیال تو یہ

کہہ سکتے ہیں کہ وہ کوئی جاسوس ہی ہو گا!"

کیا درہی گاڑ جس کے لئے اتنا ہنگامہ ہوا تھا؟ مگر وہ ہیاں؟ ان لوگوں میں؟

حمدید پر حیرتوں کے پھاٹ پٹ پڑے۔ اور وہ سوچنے رکا کیا ہے؟

لوٹاں معاملے کو کیا سمجھا جائے گا؟ کیا پول اکیس بیس پاہو کرنے رہے ہیں۔

اُس نے ایک آدمی کی چیان کی بائیں جانب اُترتے دیکھا اور دیتک اُس کے

کی آدازیں سُن تار ہے! پھر یہی زین پر قدموں کی آدازیں دوڑتک بھیل رہی

بیقیہ دادمی دیں چیان پر بیٹھ گئے! دہاب خاموش نہیں تھے! احمد

ممکن ہے یہی خیال اُن کے ذہنوں میں جڑ پکڑ جائے کہ اُسی نے اُسے قتل کیا ہے؟

ایسی صورت میں یقینی طور پر اُسکی تلاش شروع کر دی جائیگی! لہذا اس

بہت زیادہ مختاط رہنا چاہئے!

اس نے اُن دلوں کو پھر بولتے ہُنا! ایک کہہ ہا تھا! "مسٹر گو مز خود مجھ

اپنے کسی بھتیجے کے وجہ سے لا علم ہیں، انکا خیال ہے کہ وہ جا سو سو

ایسی صورت میں قطعی طور پر کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا! بھلا وہ یہ کیے

کہہ سکتے ہیں کہ وہ کوئی جاسوس ہی ہو گا!

"ہاں بھیک ہے! انگریز مرکا بھتیجیا بننے کی کیا حزارت ہے؟

"یہی تو دیکھنا تھا! درنہ یہاں کسی اجنبی کو لانا کہاں کی دالشندہ

ہو سکتی ہے؟"

"اسکے صاف ہونے کا بھدا فوس ہے! بڑا شاذ آدمی تھا!"

"یقین نہیں آتا کہ یہ کسی سے مقابلہ کرتے ہوئے مارا گیا ہو! انا ممکن

قطعی نا ممکن!"

حمدید اُسی چیان کی ادٹ میں بیٹھا رہا یہاں سے دہ اُن دلوں کو جزوی دیکھ

سکتا تھا اور اُن کی گفتگو بھی صفات سن سکتا تھا پس طیکہ وہ مسٹر گو سیبوں پر اس

سے تھا اور اُن کی گفتگو بھی صفات سن سکتا تھا پس طیکہ وہ مسٹر گو سیبوں پر اس

دوسرا سے معاملے کو آپ کیوں فراموش کر دیتے ہیں؟"

"دوسرا سے معاملے میں انتہا دم نہیں ہے!"

"خیرب! اس کی لاش کا کیا کیا جائے؟"

"مٹھا لے چدو! کسی غار میں وال دیں گے!"

غار کے نام پر حمید بلوکھلا گیا اور سوچنے رکھا یا پہ دہی خار ہے۔ اس لئے ساتھ لایا تھا کہ شاندسردی کی شدت کی وجہ جس میں ہولڈال اور سوت کیس پڑے ہوئے ہیں! اس کے پیچے ہتنا پڑے! اُس پا جائے پر پڑے کا جیکٹ پہن کر فہ اُس نے انھیں چیان سے پیچے اترتے دیکھا! وہ لاش اُس سما سرکس کا منزہ معلوم ہونے لگا! پڑے بالوں والی سعید ہوتے تھے!

صلح چیان سے باہیں جانب ترکرده نظر میں سے او محفل ہو گئے! حمید پچھے جائے! چند تھیز کردینے والے چھپکلے بھی سفر کے دوران میں اُس کے ۱۰۰ ہمدر کھپڑا سی غار میں آیا جہاں سامان کھا تھا! اُس سے یقین تھا کہ اب قریب کیس میں ضرر موجود ہوتے تھے! اس بار ٹولیڈا کا وہ ٹارچ بنا آکہ بھی اُس کے ساتھ تھا جس سے وجاہ میں اُسکی تلاش شروع ہو جائے گی! ظاہر ہے کہ وہ پائیٹ جاؤ نہیں۔ یہی کو پڑا یا تھا انھیں لوگوں کا آدمی رہا ہو گا۔ لہذا وہ اُس سے کسی زخم کے طرح حقیقت معلوم ہی کر لیں گے!

اس نے سوچا کہ سامان کو اسی غار میں کسی جگہ چھپا کر باہر نکل جائے کی کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا خوبستگار فرض انجام دینا پڑے۔ بآہر دہ سجنی اپنی حفاظت کر سکتا تھا! اس فار میں مار لیا جاتا!

کمر میں روپالور کی پیٹی لگائی جس میں دونوں جانب دو ہوٹسٹر موجود اُس بنے سوت کیس کھول کر کار لوت سوں سے دو پیٹیاں بھر لیں اور

فالنتکاری تو س جیبوں میں بھی ٹھوٹھوٹھو لئے! اُس کے پاس در روپالور تھے۔ ایک دوپیٹی چھپ جائیں۔

سوٹ کیس اور ہولڈال اُس نے ایک پڑے سوراخ میں ٹھوٹس کر اُس کا اور دوسرے برلنے والے کا! مر نے والے کی جیب سے ایک بڑی ڈائیٹ پیٹی چھپ جائیں۔ بھی برآمدہ ہوئی تھی وہ بھی حمید ہری کے قبضے میں تھی!

اچانک حمید کو خیال آیا کہ کیا وہ یہاں پتھر چیا گز نہ رہے گا! اس اب وہ کھپڑا کے باہر تھا اور چھٹا لون کی ادٹ میں چھپتا چھپتا

خیال کے ساتھ ہی اس کی بھوک بھی جیک اُٹھی! اور وہ ٹھنڈے دلے ایک سوت چل رہا تھا۔ ہتھ کیا ہوا باداہ بعل میں دبارہ اس میلے پر عور کرنے لگا!

پچھے سوچنے کے بعد اُس نے کھپڑا کی طرف جا رہا تھا! مقدمہ دراصل یہ تھا کہ کسی ادبی خجگر سے سامان نکال کر میک اپ شروع کر دیا اذرا ہی سی ویر میں اُسکی شکل بھیز رہ دیکھیں کا جائزہ لے سکے! وہ یہ بھی معلوم کرنا چاہتا تھا کہ جن لوگوں ڈراؤنی ہو گئی! اس نے لباس بھی تبدیل کیا۔ یہ گرم اور پنڈلیور اور جو سے وہ یہاں تک پہنچا تھا اُن کی کمیں کہاں ہیں کہاں ہیں!.....

اُن کا پتہ لگائے بغیر وہ پسچ مبحوکوں مرجاتا اکیونکہ ابھی نہ کچھ دیر بعد انڈھیرا پھیلنے لگا! اور جمید نے مجدد رشدی ڈالی تھی سی
یہاں جنگلی بھلوں کے بھی درخت نہیں دکھائی دیتے تھے ا.....
وہ ان اطراف کی سب سے ادپنی چان پر پہنچ گیا۔ جو تین چار دن سے دھکی ہوئی تھی یہاں چھپ کروہ ہے اس
اد پسچ کجھان پر دو سو سے دھکی ہوئی تھی اس پر جھپٹ کروہ ہے اس دیا تھا! بھر بھی انڈھیرے نے اُسے کچھ زیادہ محنت طبا دیا تھا!
ترپ وجوار کا جائزہ لے سکتا تھا!

وہ دیہیں چھپا بیٹھا رہا لیکن دوستے ہوئے سورج کے دلکش
متظر اور پرندوں کے شور کے علاوہ اور کچھ نہ دکھائی یا سنائی
اسے اس زدر کا تاؤ آیا کہ بھوک یہ سرچڑا کر رہا گیا! مگر اپنے
بوشیاں تو لوٹ ج کر کھا نہیں سکتا تھا!

سردی شدت اختیار کر گئی تھی! اگر بسادے کے پیچے چھڑے کی جیکٹ

دھڑکنی تو اُس کے دانت باقاعدہ طور پر بخندے لگے ہوتے!

وہ پیچے اُتر کر تھوڑی ہی دور جلا تھا کہ یک بیک اُس کے پھوکے

مشتلًا اُس نے شفقت کی سہ خی کے مسئلقات پر تشبیہ سوچی وہ یہ تھی کہ

کی سردی بالکل الیسی ہی لگ رہی ہے۔ جیسے کسی شوقیں دیہاتی ہڑھیا۔

اپنا سرخ لہنگا دھوکر الگنی پر پھیلا دیا ہوا! یا پرندوں کا شور بالکل

ایسا ہی لگ رہا ہے۔ جیسے کسی سڑی ہونی بد رحم پر مکھیاں بھجنہنہ

ہوں! مگر وہ گدھر جاتا اکیونکہ پوتو چاروں طرف سے آتی ہوئی

معلوم ہوتی تھی! اد پسچ اور پسچ درختوں سے قریب کی چڑاویں

ستواں بندروں کی طرح تیز قسم کی تلقا ری لگائی! دھکنی قسم کے جالوزے

کی آوازوں کی ٹری کامیاب نقل اُتار سکتا تھا۔ اُس نے اپنی اس

تلقا ری کی بازگشت سنی اور پھر بیک ایسا معلوم ہوا جیسے پرندے

ستاروں کو درختانی عطا کی ہے بہارگل دلالہ میں اسی بوکی جھیلکیا

سوچتے سوچتے جب دینم پاگن ہو گیا تر بالکل غیر ارادی طور پر
اُستواتی بندروں کی طرح تیز قسم کی تلقا ری لگائی! دھکنی قسم کے جالوزے
کی آوازوں کی ٹری کامیاب نقل اُتار سکتا تھا۔ اُس نے اپنی اس

تلقا ری کی بازگشت سنی اور پھر بیک ایسا معلوم ہوا جیسے پرندے

ملتی ہیں ا..... یہ معدے کی بھوک کا معاملہ تھا اس لئے اس سے اس بو
نادر ترین تسبیحات ڈھونڈنے کا ہمیشہ نہیں تھا۔ وہ اس بو
خیالوں کے ایوان نہیں سمجھا سکتا تھا۔ اس بو کے لئے لا معدے کی آنکھ
و اہوگئی تھی لہذا وہ اس بو کی فوٹوگار بارگشت صرف ڈکاروں تھے
محسوس کرنا چاہتا تھا! معدے کی بھوک آدمی کو شاعر کے بیانے با
ہے اس لئے وہ اس سے ازفود رفتہ ہو کر شتر نہیں کہتا بلکہ بلبیوں کی طرح
ہو کر اپنا آدمی بن بھی سعیداً بیویٹا ہے!

جب حمید کی سمجھ میں نہ آیا کہ یوں طرف سے آہی ہے تو وہ وہیں
کر بیٹھ گیا !

دنعتاً اُسے ہیلی کو پیر کی آدازنائی دی جو درس سے آئی تھی۔ اُر
سوچا ممکن ہے وہ اداہر ہی آرہا ہو۔ اور دیں لینڈ کرے جہاں اُ
قہلا نہ دالے ہیلی کو پیر نے لینڈ کیا تھا! وہ اٹھکر بڑی تیزی سے لینڈ پر
لگا! جلد ہی ہیلی کو پیر بھیک اُس کے سر بریتھنے لگا! حمید نے یہی
سمجھا کہ چھپ جائے! کیونکہ یہ بھی ممکن تھا کہ لینڈ کرنے سے پہلے وہ
پیچے سرجن لامٹ پھیک کر جگہ کا جائزہ لے! یہی ہوا۔ آس پاس کی چڑا
روشنی میں ہنا گئیں! حمید بدقت تمام خود کو ایک سایہ ان مناخان کے پیچے چھپ
کچھ دیر بعد پھر سنا اچھا گیا! ہیلی کو پیر کی مشین بند کردی گئی تھی!

پھر حمید نے قدموں کی آدازیں سینیں جو آہستہ آہستہ در ہوتی جا رہی تھیں
قریب ہی گیدڑوں نے بھینٹا شروع کر دیا! حمید چنان کے پیچے سے کھسک
کھلے میدان میں آگیا!

وہ چیان اب زیادہ دور نہیں تھی جہاں اُسے لانے والا ہیلی کو پیر

تھا! وہ اُس چنان کی طرف آہستہ آہستہ رینگتا رہا! وہ سرجن رہا تھا
ہیلی کو پیر خالی ملا۔ اس سے بہتر موقع پھر بھی اضافہ نہ ہو سکے گا! وہ
ے، اسائی پائیکٹ کرتا ہو اکسی طرف لے جا سکتا تھا!

اُسکی رفتار تیز ہو گئی! اگر پھر اُس نے سوچا کہ اُس سے ہلہ بازی کام
لینا چاہتے! وہ ایسی جگہ بس اتفاق تھا، پھر پنج گیا ہے جہاں میں دالے
جرم کی تفتیش ہو سکتی ہے! وہ گونجے نظلوم تصور کر لیا گیا تھا
پہاں حاکموں کی میں صیحت رکھتا تھا! اُس کا مطلب یہ تھا کہ وہ یہاں ان
لوگوں کے درمیان نجات جو اُس کے اعزام کے ذمہ دار تھے!

ہو سکتا تھا کہ یہاں سے پھر جانے کے بعد وہ دوبارہ اس مقام
نکتہ ہو پنج سکتا! مگر.....؟ اس سے پھر ہی اُسکی روح عدم
آباد بھی پھر پنج سکتی تھی! نہ وہ درختوں کی جڑیں کھا کر نہ رہ سکتا تھا
اور نہ پتھر چیا کر!

اُذھیر سے میں ہیلی کو پیر کا ہیولی نظر آتے ہی وہ رک گیا! یہ دہی جگ
تھی جہاں پھر ہیلی کو پیر اترتا تھا! غالباً وہ صرف وہیں اُتارے
جاتے تھے!

ایک بار پھر حمید کا دل چاہا کہ اُس سے لے اڑے..... لیکن وہ کوئی فیصلہ کر سکا
دیسے وہ اب بھی اُس کی طرف بڑھی رہا تھا! اُس نے ٹوٹ کر تھپر کا ایک
چھر ٹانسا لٹکڑا اٹھایا اور اُس سے ہیلی کو پیر کی طرف پھیکدیا جس نے چنان پر گر کر
آداز پیدا کی۔ تھوڑے دتفے سے اُس نے پھر یہی حرکت ڈھرائی۔ دراصل
وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ہیلی کو پیر کے قریب کوئی موجود ہے یا نہیں!

جُم سے اطمینان ہو گیا کہ اُس پاس کوئی موجود نہیں ہے تو وہ

بے دہر ک سیلی کو پٹر کے قریب پہنچ گیا۔ حیب سے مدد دردشنا؛
نکالی اور سیلی کو پٹر کے اندر دردشنا کا نہایا دائرہ رینگنے رکا! —
یہی اُسے بیدار کے ایک باسکٹ میں براون رہنی کی جھیلک دی
دی وہ سب کچھ پس پشت ڈال کر اُسی پر ٹوٹ پڑا..... وہ کافی دزی تھی
اب حمید اُسے اٹھاتے ہوئے اپنے غار کی طرف اڑا جا رہا تھا! —
لیکن اُسے اتنا لہوش تھا ہی کہ غار میں داخل ہونے سے پہلے مطمئن ہوئی
کو شتش کرتا۔ غار میں دو تین پتھر لٹھکانے کے بعد خود بھی اُتر گیا!
باسکٹ کا جائزہ لینے میں اُس نے بہت جلدی کی! اس باسکٹ میں
اتا کچھ تھا کہ کم از کم دو تین دن تو عیش اور بے فکری سے گزارے جاسکے
تھے!

”سرے ہی لمبے میں وہ باسکٹ بھی اُسی بڑے سوراخ میں اُتار دی گئی
اب وہ اتنا بیصبرہ بھی نہیں تھا کہ ہر طرف سے مطمئن ہونے سے قبل ہی کھنے
پر ٹوٹ پڑتا! اُس نے سوچا ممکن ہے کہ سیلی کو پڑوالوں کو باسکٹ کے غائب
ہونے کا عمل اڑان سے پہلے ہی ہو جائے اور وہ چور کی لاش میں اس
غار کی طرف بھی آنکھیں۔

وہ پھر غار سے باہر آگیا اور اُسی جگہ جا چھپا ہیاں سے اُس نے گمز کو
تین آدمیوں کے ساتھ دیکھا تھا! مگر پھر اُس نے سوچا ممکن ہے وہ ہیلی کو پٹر
رات بھرو ہیں کھڑا رہے! اس پر آنے والے شب لبری کے لئے یہاں
آئے ہوں؟ لہذا ایسی صورت میں اندیشیں کوراہ دینا اپنی ہی زندگی حرام
کر لینے کے متراجعت ہو گا!

وہ اپنی کے لئے سوچ ہی رہا تھا کہ اُسے پھر کمی قدموں کی آوانی

سائی دیں جو رفتہ رفتہ قریب ہوتی جا رہی تھیں! لیکن ان کے ساتھی
سی عورت کی بھی آواز سن رہا تھا جو غیر معمولی طور پر بلطف تھی!....
پھر وہ آواز بت درجخ واضح ہوتی گئی! اب وہ اُس کے جملوں کا معنو
صحیح سکتا تھا! شامہ آنے والے سیلی کو پٹر والی چٹان پر پہنچنے پکر تھے!
حیب نے ذرا سا سر اُبھارا.... سیلی کو پٹر کے قریب تین سائے نظر آئے
عورت ہریانی انداز میں کہہ رہی تھی! ”مجھے لے چلو! مجھے لے چلو! میں
بھاں نہیں رہنا چاہتی! از لیش تم طالم ہو! میں نے نہیں اس نے نہیں
چاہا تھا کہ دس مردوں کی داشتہ بن جاؤں۔ مجھے یہاں سے لے چلو!
نہ میں خود کشی کر لوں گی!

”پاگل نہ بنو!“ کسی مرد کی آواز آئی یہاں سے نکلتے ہی تم حراست
میں لے لی جاؤ گی! یہ کیوں بھول جاتی ہو کہ تم اُنے چاکے دس ہزار
روپے اور زیجی کا زیور لے کر گھر سے فرار ہوئیں تھیں!

”اس کا ذمہ دار کون تھا؟“ عورت پاگلوں کی طرح چنگی!
”جن نے روپے اور زیورات چڑائے تھے!“ مرد کی آواز آئی!
”لیکن ترغیب کس نے دی تھی۔ بخوبی کس کی تھی؟“

”یہ نے لاتر صرف نہیں آزمایا تھا! حب تم یہ چوری کا مال لے کر
آئیں تھیں اُسی وقت میری بڑوں سے گرگئی تھیں اور میں نے سوچا تھا
کہ جو لڑکی اپنے محنت کی نہ ہوئی وہ میری کیا ہو گی! تم نے اُس چاکے
ساتھ ایسا برتاؤ کیا جس نے نہیں پالا تھا اور اپنی بیٹیوں سے بھی یاد
عنیز رکھا تھا!“

”مت بکو اس کرد!“ وہ حلن کے بل چنگی! یہ نہتارے گھر نہیں گئی

سائب اور طوہلان

غار میں پہنچ کر حمید نے ٹارچ روشن کی ادا۔ اس عورت کی شکل دیکھتا آئی تھی اُتھی پہنچے ہٹ جاؤ درنہ بھٹا را بھرتا بن جائے گا! اس کے بعد ہی ہیں کی کریبیہ آواز سنائی کا سینہ چھلنی کرنے لگی تھی!

یہ ایک غیر معمولی طور پر چین عورت تھی! عمر بیس سے زیادہ نہ رہی ہوگی! جسم پر دلیسی ساخت کا لباس تھا۔ بال معزوبی طرز پر بنائے گئے تھے!

حمدان سے ہوشیں لانے کی تربیت کرنے لگا! ادا سے اسیں جلدی کامیابی بھی ہو گئی!..... لیکن اُس نے ٹارچ بھی خوارا ہی بجھادی!

”آپ..... لگ..... کون ہیں؟“ عورت نے کچھ دیر بعد بھرا فی ہوئی آرائیں پوچھا!

”جنقل کا شہزادہ!“

”لیکن آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟“

”میں کسی سے کچھ نہیں چاہتا! میرا مشن تو صرف یہ ہے کہ مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کروں! اسی لئے میں کبھی کبھی عالم ار واح سے عالم آپ دلگ کی طرف بھی چلا آیا کرتا ہوں! تم مجھ سے بالکل نہ ڈرد! ابھی تم نے مجھے بھینس کے پیچے کی شکل میں تو دیکھا ہی نہیں!“

عورت کچھ نہ ابری! حمید کہتا رہا! ”مجھے معلوم ہے کہ یہ چور کمپر بیگر مظالم کر سے ہیں! لیکن تم مظلوم رہو! انگی زندگی بہت خنوڑی ہے! یہ اپنی

تھی یہ کہنے کے مجھے بھگا لے چلو!“

”اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا!“ مدنے کہا۔

”تم کہنے ہو!“

”اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا،“ مہنگا کر کہا گیا تھا بھردوسری آدمی کی تھی! پہنچے ہٹ جاؤ درنہ بھٹا را بھرتا بن جائے گا! اس کے بعد ہی ہیں کی کریبیہ آواز سنائی کا سینہ چھلنی کرنے لگی تھی!

پھر حمید نے ہیلی کو پیٹر کو بلند سو لے ہوئے دیکھا! چنان پر صرف ایک ساری یہ غالباً وہی عورت تھی ہیلی کو پیٹر کا فی بلندی پر پہنچنے کے بعد ایک جانب سر رکھتا!

حمدان کی ادٹ سے نکل کر اُس ٹیان کی طرف بڑھا جہاں عورت کی پرچھائیں آپ بھی نظر آرہی تھی!

”کون ہے؟“ عورت نے کہا ادا پہنچے کھسکنے لگی!

”ڈر نہیں!“ حمید آہستہ سے بولا! میرے ساتھ آؤ! ان لوگوں کی موت قریب ہے!“

”تم کون ہو!“

”اس کی پرداہ نہ کرو! میں بتھیں کھانہ جاؤں گا!“ حمید نے کہا اور آگے بڑھ کر آہستہ سے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

پچھے دیر بعد وہ آؤ سے اپنے گاز کی طرف لے جا رہا تھا! عورت کی رفتار بہت سُست تھی ادا اُس کے امداز سے یہی ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ

اُس سے بالکل ہی بے تعلق ہو!

کمینگیوں سمیت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دننا ہو جائیں گے ।-

”آپ وہ لوٹنے ہیں !..... وہ با“

”ہاں بہترے لوگ مجھے صرف ”وہ“ کہتے ہیں ! میرا کوئی نام نہیں ہے
”میرا مطلب ہے جس نے ارجمند قتل کر دیا تھا !“

”نہیں میں وہ نہیں ہوں ! لیکن میں نے آس کے قتل کا منتظر صفر درج بھی
تھا ! اسے لڑکی ! میں جنگل کی روح ہوں ! میں چانتا ہوں کہ وہ
کہاں چھپا ہوا ہے !“

”لڑکی ! میں تمہیں سب تدارکات گا ! تم جو ان کی میٹھی میں ہو ! اور اپنی
رہائی کے لئے اُخھیں اُس تک پہنچا دو گی !“

”نہیں بلکہ میں اُ سے ان تک پہنچا دوں گی ! وہ لوگ بہت زیادہ خائف
ہیں ! انکا حیا ہے کہ وہ کوئی سرکاری جاسوس تھا !“

”وہ ان کی موت ہے !“

”میں اس زندگی سے تنگ آگئی ہوں !“

”لیکن تم آئی کیوں تھیں اس زندگی کی طرف !“

”میں نے اُنکے آدمی سے محبت کی تھی اُس پر اعتماد کیا تھا !“
”اُن کے اعتماد کے منہ پر تھپٹر مار دیا جھوپوں نے تمہاری پردرش کی تھی !“
”میں پاگل ہو گئی تھی اب میرے سینے کو جھپٹانے کرو ! میں شامد بہت
حبلہ خود کشی کرلوں !“

”یہ دسری حماقت ہو گی !“

”حمدات نہیں ! خود کشی ہی میرے مسائل کا واحد حل ہے !“ عورت نے کہا !
”اب میں اپنے آدمیوں میں بھی تو واپس نہیں جا سکتی !“ رایش نے مجھ سے
کہا تھا کہ وہ اپنی حالت درست کرنے کے لئے میرا لا یا ہوار دپیا درز لیو
بڑن میں لگا دے سکا ۔ اور ایک دن میرے چھاکی ایک ایک پانی ادا
کر دینے کے قابل ہو جائے گا !“

”مگر اُس کیفیت نے تو مجھے بڑن میں جھونک دیا ! مجھے ہیاں لے آیا اور
میں ایک کتیا سے بھی بدتر ہو کر رکھی ! میں نہیں جانتی کہ یہ لوگ یہاں کیوں
رہتے ہیں ! ان کی تعداد کچھی دس ہوتی ہے اور کبھی سولہ . اس وقت دس
آدمی موجود ہیں ! اور میں ان میں تنہا ہوں کتنی سے بھی بدتر مجھے اُنکے
لئے کھانا اور ناشتا بھی تیار کرنا پڑتا ہے !“

”تمہاری شکل ہی سے ظاہر ہے ؟“ حمید نے کچھ سوچتے ہوئے کہا
چھپلوا ”وہ لوگ کرتے کیا ہیں !“

”یہ مجھے آج تک نہ معلوم ہو سکا . وہ لوگ صبع چلنے والے ہیں پھر ان کو
ان کی دالی بھی ہوتی ہے !“

”کیا جنگل سے باہر چلنے والے ہیں !“

”مجھے اسکا علم نہیں ہے ! لیکن قرآن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ
جنگل سے باہر نہیں جاتے ! کیونکہ جنگل سے جانے کا وادی ذریعہ ہیلی کو پڑی
اکثر ہیلی کو پڑی سر سے سے آتا ہی نہیں !“

”کیا تم رہا ہونا چاہتی ہو !“

”ہاں میں رہا ہونا چاہتی ہوں ! لیکن رہائی سے زیادہ مجھے اسکی
خواہش ہے کہ میں ان لوگوں کو خاک د خون میں لوٹا دیکھوں !“

یہ بھی ممکن ہے امکن نہیں بلکہ یہ تو انکی نقد یہ ممکن ہے اسے
ذبیح سکیں گے ! ”
” خدا را بتا دے کہ آپ کون ہیں ! ”
” کیا ابھی جو کچھ بتایا ہے اُس پر تم مطمئن نہیں ہو ! ”
” مجھے عالم ارداج پر قیم نہیں ہے ! ”

” تمہارے یقین کرنے یا نہ کرنے سے کیا فرق پڑتا ہے
اگر تم کل تک مجھے ان لوگوں کی مشغولیات کے متفرق کچھ بتا سکو تو تمہرے
” کو شش کروں گی اگر آپ مجھے جانا چاہئے ! ”
” تمہاری محنت اور جانفتانی ہی پر تمہاری رہائی کا دار و مدار ہو سکتا ہے
اسے یاد رکھنا ! درنہ میں تو یہ سبھی اس پری میسم کو برداشت تباہ کر سکتا ہوں ! ”
” میں کو شش کروں گی ” اعورت نے کپیکا نی ہوئی آواز میں کہا اور
غار سے باہر نکل گئی ! ”

حمدید کیسے بخلا سبیٹھ سکتا ہتا ! یہی لودت تھا جب دہ ان لوگوں کی
کمین گاہ کا پتہ رکانے میں کامیاب ہو سکتا - دہ چھپتا چھپتا عورت کا
تعاقب کرتا رہا ! ”

کھپڑا سے ایک جگہ روشنی نظر آئی جسے دہ پہنچ کوئی معنی نہ پہنا سکا تھا !
لیکن کھپڑا ہی تھہ تک پہنچ گیا ! یہ لکڑی کے ایک بہت بڑے جھوپڑی نما
مکان کی ایک زدشن کھڑکی تھی ! ”

لڑکی مکان میں داخل ہو گئی اور حمدید چپ چاپ بلٹ آیا کیونکہ دہ معاملات
کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد ہی کچھ کرتا چاہتا تھا ! —

اپنے غار میں پہنچ کر اُس نے باسکٹ نکالی ! اور بالکل بند رو

لے سے انداز میں پا گیا اور سینڈوچ اڑاتا رہا اذرا ذرا اسی آواز پر جوئک کے
دہ اندر ہیرے میں آنکھیں چھاڑنے لگا ! ... بالکل ایسا ہی معلوم
ہوا رہا تھا جیسے کوئی جا لوز دد سرے جائز دن کے خوت سے کسی گوشے میں
چھپ کر اپنا شکار مضم کر رہا ہو لیکن اس خدا شے میں مبتلا ہو کر دد سرے
جی کسی لمجھے زبردستی اُس کے شر کیں بن جائیں گے ! ”

اچانک دہ کسی جائز ہی کی طرح بھڑک گیا ! کیونکہ امکیں بار بھر دہ کسی ہیلی کوٹیر
کی آواز سن رہا تھا ! دہ اس وقت غار کے دہانے کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا !
اس لئے دور کی آواز بھی اُسے بردقت سنائی دے گئی تھی شام دہیلی کوٹیر
بھردا پس آ رہا تھا اتنی جلدی والپری کا مطلب تو یہی تھا کہ باسکٹ
کے غائب ہو جانے ہی کی بنا پردا پس آیا ہے ! ہو سکتا ہے یہ بات نہ بھی رہی
ہو ! لیکن حمید کے ذہن میں تدریتی طور پر یہی سوال پیدا ہو سکتا تھا !
پھر اتفاق ہی اُس نے یہ بھی سوچا تھا کہ ممکن ہے اُنھوں نے سوچا ہو کہ
دہ قریب ہی کمپیں چھپا ہو گا درنہ باسکٹ اتنی جلدی کیسے غائب
ہو جاتی ! ”

اُس نے بڑی تیری سے باسکٹ پھر اُسی سوراخ میں چھپا دی اور غار
سے باہر نکل آیا ! ہیلی کو پہنچ قریب آچکا تھا اور اب نیچے اُتر رہا تھا ! اس لیے
پھر اس پاس کی چٹانیں روشن ہو گئیں ! ”

حمدید چٹانوں کی ادٹ لیتا ہوا دور نکل جانے کی خدیریں تھا ! ” مگر
ایک بار وہ روشنی میں آئی گیا اور اپر سے گولیوں کی بوچیاں ہوئیں۔ شام
آنکے پاس کوئی ہلکی مثیں گن بھی نہیں اتنا جائی گیا !
حمدید زمین سے چپک گیا ! اب وہ اندر ہیرے میں تھا ! لیکن اُس کے

خیال کے مطابق ہیلی کوپٹر نے ادپر جکر گانے شروع کرد یئے تھے اور تو
ردشی چار دل طرف چکراتی پھر رہی تھی اداہ اس پتلی سی دراڑ میں اُتھتا
چلا گیا جو اُس کے پیچے تھی!

لیکن پھر وہ رُک گیا بپتہ نہیں اذ ہیرے میں انگلا قدم کہاں لے جائے
بہر حال اب دہ گولیوں سے لمحفظہ ہی ہو گیا تھا! اس وقت اُس کے
حجم پر لبادہ نہیں تھا۔ اس لئے وہ بہت تیزی سے حرکت کر سکتا تھا
لُپی بھی غار ہی میں چھوڑ آیا تھا!

ہیلی کو پیٹر کی آداز تھوڑی دیر تک سُنا تی دیتی رہی پھر سنا ٹا چھا گیا!
غالباً اسے زمین پر اُتار لیا تھا..... اچانک حمید نے سیپٹی کی آداز سنی
آواز میں لوٹا تر نہیں تھا بلکہ وہ کسی نتھم کے اشارے ہی معلوم ہوتے تھے
شام دہ پنے سارے آدمیوں کو وپس اکھٹا کرنا چاہتے تھے!

حمدودہ حمید نے حجود و شستی والی ٹارنگ نکالی اور اس دراڑ کا جائزہ لینے
لگا۔ لیکن دوسرا ہی لمحے میں اُسے اپنا شیرہ لزب یاد آگیا کیونکہ

اُس سے تقریباً تین فٹ پیچے ایک بہت بڑا سائب رینگ رہا تھا!
روسی پڑتے ہی دہ آدھے دھڑ سے اٹھ گیا! حمید پڑی تیزی سے پیچھے
کھسکتا اور پھر کھسکتا ہی چلا گیا۔ کیونکہ اس کھسکنے میں اسکے ارادے کو
ضل نہیں تھا! پیرھسپلا اور وہ دوسرا جا بنا معلوم گھر ایسوں کی طرف
لڑھکتا چلا گیا!... مگر دھلان ایسی نہیں تھی کہ لڑھکنے کی رفتا بہت تیز
ہوتی۔ چھوٹی ٹارنگ اب بھی اُس کے ہاتھ میں دبی ہوئی تھی! دفعتاً
ایک اُجھرے ہوئے پتھر پر اُس کا بایاں ہاتھ پڑا اور اُس نے اُسے سنبھولی
سے پکڑ لیا!

جنم میں لگنے والا جھٹکا شدید تھا! مگر اس نے اُس پتھر کو نہ چھوڑا اپھر اُس کے
پر بھی ایک جگہ لگ کر لگئے۔ اُس نے داہنے ہاتھ میں دبی ہوئی سہنی ٹارنگ
انتوں میں دبائی اور داہنے ہاتھ بھی اُسی پتھر پر جا لکا! اس طرح اُسے دم
لینے کا موقع مل گیا! اُس کا سینہ لوہار کی دھونکنی کی طرح چل رہا تھا!
اور گپتیاں سینسا رہی تھیں! کچھ دیر تک وہ اسی طرح کھڑا رہا پھر
راہنے ہاتھ سے پتھر چھوڑ کر ٹارنگ سبھا لی..... ردشی کا دامہ پیچے
رینگ گیا! اور حمید نے ایک طویل سانس! جسے اطمینان ہی کی سانس
کہنا چاہتے کیونکہ اس کے پیروں کے پیچے کچھ دیر تک مسٹھ زین تھی! اُس نے
بائیں ہاتھ سے بھی پتھر چھوڑ دیا! اور وہیں بیٹھ کر بڑا لے لگا! ٹزوری
نہیں ہے کہ یہاں کرنل کا گذر ہو سکے اجھے سے ٹری غلطی ہوئی! ہیلی کوپٹر
کے کرنکل جانا چاہتے تھا! ان جنگلوں سے نکل کر کسی طرف بھی چلا جاتا!
اُس نے ٹارنگ کی ردشی اور ڈالی اور اُس کا دم، ہی نکل کر رہ گیا!
اب اس کے فرشتے بھی وہاں تک پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے
چنان سے لڑھکتا ہوا وہ پیچے آیا تھا!

”اب سامان اور کھانے سے بھی گئے!“ وہ پیشائی پر ہاتھ مار کر بڑا یا!
یہاں سے آسان ہیں نظر ارہا تھا! گویا یہ بھی ایک بہت بڑا غار تھا!
حمید نے اُگے کھسک کر پیچے ردشی ڈالی! لیکن یہ بھی ایک خطرناک
ڈھلان تھی اور ٹارنگ کا محدود فوکس اندھیرے میں جھولتا رہ گیا تھا! حمید نے
دانت کھینچ کر ایک سسکی سی لی اور پھر پڑی انسنے لگا! ”اگر مجھا سوت
پکو مرکی انگریزی یاد آ جائے تو میں خود لا ساری دینیا کا بادشاہ نقصوں کر لونگا!“
اُس نے سیدھے کھڑے ہو کر دائیں اور بائیں بھی ٹارنگ لہرا فی لیکن

بُوکھلا ہڑتیں یہ سمجھے سب کا کہ اُس نے ٹارچ کیوں لہرائی تھی اور اسکے میں کیا دیکھا تھا!

وہ سر پکڑ کر بیٹھی گیا! اُسے ایسا محسوس ہوئے رکھا تھا جیسے اب اُس کا مقبرہ بن جائے گا!

وہ آسی طرح سر پکڑ سے بیٹھا رہا ادنعتاً کچھ دیر بعد اُسے ایک آواز سنائی دی جو ادپر ہی سے آئی تھی! کوئی کہہ رہا تھا! اسی نے صاد دیکھا تھا وہ اُسی دراثت میں دیکھ گیا تھا!

نیند کے متصل کہا جاتا ہے کہ وہ پھانسی کے تختے پر بھی آجائی ہے!

مگر کبیٹھن حمید راس سے بھی آگے ٹڑھ گیا تھا۔ اُس کا قول تھا کہ نیند ایک ایسی صونت ہے جسے شرکیب حیات ہی نہیں بلکہ شرکیب حیات بھی کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ قبر میں بھی ساٹھ نہیں چھڈ رہی!

لہذا جب اُس کے ہوش میں آنے کی دوسری قسط تھریع ہوئی تو کھلائی کی گھٹری نے بتایا کہ وہ بارہ بج رات سے آٹھ بجے صبح تک خراۓ لیتا رہا ہو سکتا ہے! وہ اُس وقت یہاں سے نکل گیا ہو، جب میں ہیلی گھوڑے سے کیا گردھے تک پیچ ڈالے تھے!

مگر دہاں اتنا اندر پھرا تھا کہ آٹھ بجے صبح بھی اُسے ٹارچ روشن کر کے چھا گیا! حمید جہاں تھا دیں بیٹھا رہا۔ اب وہ سوتھ رہا تھا کہ اُس وقت دیکھنا پڑتا! اُس نے جیکٹ کی اندر دینی جیب سے سبتا کو کی چل بیازی سے کام لیا تھا! ہیلی کو پیٹر کی آواز ہی پر غار سے نکل بھاگت اکب بہت بڑی غلطی تھی! اُسے کم از کم ہیلی کو پیٹر کے اترنے کا انتظار کرنے پا سئے تھا!

ذہن کو حوب خوب ٹوٹا لیکن اس اطمینان کی وجہ سمجھ میں نہ آسکی!

اوہ سوچنے رکا کیا مایوسی کی انتہائے اُس کا دماغ مادن کرد یا ہے سے نکل کر بھاگا تھا اُسے ہی حسوس ہوا تھا کہ وہ حلقت تک ٹھونس چکات کیا وہ اُس ذہنی استیج پر پہنچ گیا ہے! جہاں کسی چیز کی کوئی اہمیت ہی نہیں مگر اب پھر دیسی ہی کیست طاری ہوئے نہ لگی تھی! جیسے ازالہ سے بھوکا ہر قدر وہ مایوسی کی انتہا ہو جائے پہ پانچل یعنی ہی کا اسیجھ ہوتا ہے۔ اُس نے ایک طویل سانس لے کر انکھیں بند کر لیں!

کچھ دیر تک وہ لامتحب پر ہلاک رکھے بیٹھا رہا! بھر جیاں آیا کہ اگر وہ

پاگل ہی ہو گیا تھا تو اتنی عقائدی کی باتیں کیسے سوتھ رہا تھا! وہ یک بیک اٹھ گیا! اس طرح پڑھ رہنا اُس وقت یقیناً حق یہ نہ مہتنا بیب مایوسیاں اُس کے ذہن میں جڑ پیدا ہیتیں! مگر مایوسیوں کا دور دور تک پتہ نہیں تھا!

اُس نے ایک بار بھر طاری کی روشنی میں گردہ پیش کا جائزہ لیا اب اس جانب کی جڑھائی پر اس کے امکانات نظر آئے کہ اگر دہ کو شش کر

تو اُس جگہ پہنچ سکتا ہے جہاں سے بچپی رات اسکا پیرھسیل گیا تھا! اُس نے بھرپت کی اور بائیں جانب والی چڑھائی پر منت آزماد بانہ کرے ابھی اُن لوگوں کی دراندیشی ہی ہو مگر آخر وہ کرنے لگا! اور بھرا دیر پیونکار اس کا دل چاہا کہ یاگلوں کی طرح فتحے لگا۔ کب تک یہاں اس تنگ سی دراڑ میں دبار ہے گا۔ اُسے اب ہر حال شروع کر دے! ایک بھائیت اُسے اُس دراڑ میں لے جا سکتی تھیں بس باہر نکلنا چاہئے! اور بھری اسکے لئے کوئی یانا تجربہ بھی نہ ہوتا وہ اسے جس سے ھسپیل کر دے پچے چلا آیا تھا!

خوشی کے مارے دہ بھوڑا سامزد سبھی ہو گیا تھا لہذا اس نے جستا نہ ایک پوری فوج بھی اُس پر قابو نہ پاسکتی کیونکہ وہ بحال کرنل فریدی کا بازی سے کام نہیں لیا ہو سکتا تھا کہ اندازے کی غلطی سے اسکی جمدانگت اگر دنخا اور ابھی طرح جانتا تھا کہ ایکسے آدمی کو کس تیر سے دشمنوں کا مقابلہ اُسے عدم آبادی کی طرف لے جاتی!.... جھلانگ لگانے میں احتیاط کرنا چاہئے!

صرورت تھی! کیونکہ ذرا ہی سی لغزش اُسے بھر پنجے لے آئی.....! کچھ دیر بعد اس نے جھلانگ لگائی اور بھیک اُسی جگہ پہنچ گیا جہاں اس کا سامان تھا! بھر غار میں قدم رکھتے ہی اُس تحریر کی لصدیق ہو گئی! وہ پھسل دھماکا!.... دن کا آجائنا اقترا آتے ہی جان میں جان آئی!.... طریکی غار میں موجود تھی! حمید کو دیکھ کر اسکی طرف چھپا!

لیکن وہ دراڑ سے فرار ہی باہر نکل آنے کی ہفت نہ کرسکا! دنعتاً اُس کے نظر کا غذ کے ایک ٹرے ٹکڑے پر پڑی جو ایک پتھر کے پنجے دیا ہوا تھا۔ باختالہ تم زندہ ہوا کوئی بار بار کہہ رہا تھا کہ: "تم پر قابو نہ پاسکیں گے!" کاغذ شفاف تھا! اس لئے اُس کی طرزِ توجہ مبتذل ہونا صروری تھا۔ "مگر میں کیسے یقین کر لوں کہ تم سے ملاقات ہو جانے کے بعد بھی زندہ رہوں گا!" حمید نے اُسے اٹھا لیا! — اس پر پنیل سے تحریر تھا!

کیا مطلب ! ”

” مطلب ظاہر ہے । مجھے اب تک درجہوں لڑکیاں دھوکا دے چکی ہیں । ”

” ادھ — ! ” دھ مسکرا دی ۔ ” کیا لڑکیاں بخوبی ہو کر محظا رے

قریب آئی ہیں ！ ”

” اس جملے پر حمید کو یاد آیا کہ وہ ایک خوفناک شکل رکھنے والے آدمی

کے میک آپ میں ہے ！ ”

” دھ تو مجھے بالکل الٰہ تجویز ہے । پھر الٰہ سے وہ کیوں خوف

کھانے لے لے گیں ！ ”

” کچھ بھی ہر مجھے یقین ہے کہ تم تو سُر گردہ کا خاتمہ کر دے گے ！ ”

” یقین کی وجہ — ！ ”

” نہتاری وجہ سے وہ لوگ بہت پریشان تھے اُن میں سے بعض کو یقین

ہو گیا ہے کہ تم اُس دراڑوالي تاریک دھلان پر ہیتل کرنا معلوم گھر اس توڑ

میں جاسوئے ہو بعض کا کہنا ہے کہ تم پھر دھوکہ دے کر کسی طرف نکل گئے ہو

اور اب بھی محفوظ ہو ！ ”

” ٹھہر دی ! ” حمید ہاتھ اٹھا کر بولا । ” میں بہت بھوکا ہوں ！ ”

” چپلو ۔ ” میں نہیں کھلا دنگی ！ اس وقت دہماں کوئی بھی نہیں ہے । ”

” میں بالکل ہی مفلس نہیں ہوں ！ ” حمید نے مسکرا کر اپنی مائیں آنکھ

دبائی ۔ اادر اُس سر رخ کے دہانے سے تپھر ہٹانے لگا جس کے اندر اس کا

سامان رکھا ہوا تھا । ”

” اُس نے باسکٹ نکالی ！ ادر پکی کچھ جیزدہ پر ڈٹ پڑا ۔ ”

” ارے بس بھیکو بھی ！ ” لڑکی نے ہنس کر کہا ！ ” شاید یہ دیکھی باسکٹ

جس کی بدولت کچھلی رات اتنا نہ گام ہوا تھا ! ”

” ” ہاں، وہی ہے ! آب یہاں آچھنا ہوں تو کیا پھر چاہوں گا ۔ ”

” ” دیکھو ! ان لوگوں کو یہ ہوائی فوج کا ہیلی کو پیٹر کھاں سے مل گیا ہے ！ ”

” ” پتہ نہیں ! مجھے خود بھی حیرت ہے ！ ”

” ” کیا زیش اُسی آدمی کا نام ہے جو ہیلی کو پیٹر کو پائیٹ کرتا ہے ！ ”

” ” نہیں ! دوسرا آدمی ہے ！ میں اُسی کا نام نہیں جانتی ! لیکن میں بھی اُسی

یہی کو پیٹر کے ذریعہ یہاں تک پہنچی تھی ! لونی ہاتھ تک زیش مجھے ہڑین سے لا یا تھا

در پھر دہماں سے ہپی کو پیٹر لایا تھا ！ ”

” ” شوہر زم کے علاوہ اور سارے آدمی ہیلی کو پیٹر ہی کے ذریعہ یہاں تک آئے ہیں ۔ ”

” ” در یہاں سے باہر جاتے ہیں ！ ”

” ” لیکن گومز کو میں نے کبھی ہیلی کو پیٹر سے نہیں جاتے دیکھا ！ ”

” ” لیکن ہی یقینی طور پر باہر جاتا ہو گا ！ ”

” ” یقیناً جاتا ہے ! لیکن راستہ اُس نے آج تک کسی کو بھی نہیں بتایا ！ ”

” ” حمید کچھ سوچنے لگا ！ ” ” کھپر بولا ！ ” ” تم نے لکھا تھا کہ میدان صاف تر

” ” میں اُس کا مطلب نہیں سمجھا ！ ”

” ” راستہ کا مطلب یہ ہے کہ لکڑی کا مکان اس وقت بالکل خالی

” ” پڑا ہے ！ ”

” ” بھتیہ لوگ کہاں گئے ！ ”

” ” پتہ نہیں ！ ”

” ” ہو سکتا ہے کہ وہ اُسی راستے سے باہر گئے ہوں جس سے گومز ہے ！ ”

” ” نہیں گومز والا راستہ کوئی بھی نہیں جانتا ！ ”

”دشمن کے ساتھ نہ کہو! — تم کیا جائیں؟“

”میں جانتی ہوں! اُنھیں گومز سے صرف اس بات کی شکایت ہے کہ وہ لکی طور پر آنھیں قابلِ اعتماد نہیں سمجھتا۔ اگر سمجھتا ہوتا تو اُنھیں اس راستے کے مغلوق صرور بتاتا!“

”تو یہ گومز ہی اُن لوگوں کا باس ہے!“

”ہاں! وہ اُس سے اسی طرح کاپتے ہیں جیسے بکریاں سیر سے!“

”مگر مجھے چرت ہے کہ آنھوں نے اس دیرانے میں کیوں پیراڑاں رکھا ہے؟“

”یہ لخوصیت سے مجھے نہیں معاذم ہو سکا!“

”پھر تم اُن کے بارے میں کیا جاتی ہو؟“

”اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ میں اُن سبھوں کی داشتہ ہوں اور اُن کے لئے بارچن کے فرائض اجسام دیتی ہوں!“

”تو تمہارا خیال ہے کہ اس وقت یہ لوگ چنگل سے باہر نہیں گئے؟“

”مجھے یقین ہے!“

”گومز بھی اُنکے ساتھ تھا!“

”ہاں وہ بھی تھا! لیکن مجھے یقین ہے کہ اس نے اُس راستے تک اُنکی رہنمائی نہ کی ہوگی!“

”حمدید کچھ نہ بولا! وہ پھر کسی سوچ میں پڑ گیا تھا! لڑکی اُس سے باسی روٹی کے ٹکڑے چباتے دیکھتی رہی۔“

”میں نے کل سے نہ تو پانی پیا ہے اور نہ جائے..... چائے کا تو تھیر سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!“

”یہ سب کچھ نہیں مل سکتا ہے! اب تک ہیکم تم بھپر اعتماد کرو!“

”کیسے؟“

”میر سے ساتھ چلو! میں نہیں لکڑی کے مکان کے قریب ہی کہیں چھپا دوں گی! اور نہیں بھوکوں بھی نہیں مرنا پڑے گا!“

”آج تم مجھ پر اتنی مہربان کیوں ہو گئی ہو!“

”وہ کیوں نہ کہ میری ہی طرح تم بھی مظلوم ہو! لیکن میں سمجھاری طرح ابھی تک ایک کو بھی قتل نہیں کر سکی! ادیسے اگر مجھے کہیں سے زہر مل جائے تو میں ایک ہی وقت میں اُن سبھوں کا خاتمہ کر سکتی ہوں!“

”حمدید خور ڈیڑتک کچھ سوچتا رہا پھر بولا! اچھا تو تمہری میں سمجھارے تھے کب چلو!“

”ابھی اور اسی وقت درنہ اگر وہ داپس آگئے تو پھر ہم کچھ نہ کر سکیں گے!“

”حمدید نے جو شکم سیب ہو چکا تھا باسکٹ پھر اسی سوراخ میں رکھ کر دہانے پر پھر رکھ دیا!.... اور کچھ سوچتا ہوا بولا!“

”کیا دا قتی میری صورت خونداک ہے؟“

”بہت زیادہ —!“

”ابھی بات ہے تو تمہری میں ابھی مدنظر میں شہزادہ گلفام کی شکل اختیار کئے لیتا ہوں!“

”مذاق میں وقت نہ برباد کرو!“

”ارے سمجھیں یقین نہیں آتا! کس طرح تھجاؤں کہ میں جنگل کی روح ہوں! اور ہر وقت اپنی شکل بت دیل کر سکتا ہوں۔ کہو تو“

”سمجھے ڈم ہلانا سپھروں!“

۔ نہیں شکر یہ ! مجھے کتوں سے بڑی لفڑت ہے ! ” لڑکی نے نانو شنگار
لپھے میں کہا !

” ادھرا تھم مذاق سمجھتی ہو ! جیز میں تھیں دکھائے دیتا ہوں ! ”
اُس نے پھر سوراخ کے دہانے سے پھر ٹھہرا کر اپنا سوت کیس نکالا !
دوسرے ہی لمحے میں لگو ٹڈا یورینیا کی بونی سوت کیس سے برآمد ہوئی !

” اب شراب بھی پیو گے ! ” لڑکی نے غصیلے لپھے میں کہا !
” یہ سن رابہ نہیں جادو کا پانی ہے جو مجھے میری چپی فریدن یروی نے دیا تھا
پہنچنے کے دلیس کوہ قافت کی بلکہ سنگستان ہیں ! اتنا اچھا گاتی ہیں کہیں
..... خدا نے چاہا لزیباں بھی تو الی کریں گی ! ”

حمدید بکتا اور چہرے پر ایمیو نیا کے چھینٹے دیتا رہا ۔ ! پھر لوتیان کاں کر
چہرہ رکھ لے رگا - میک آپ کا رنگ درد عحن دیکھتے ہی دیکھتے صاف
ہو گیا !

لڑکی کا سنبھال ہیرت سے کھل گیا ! لیکن پھر اس کی آنکھیں حکنے لگیں !
” مادہ — تم پچ پچ کوئی سرا غسان ہی ہو ! ” اُس نے کپکپا تی ہوئی
آدازیں کہا !

” چلو یہی سمجھ لو ! اب دیکھتا ہے کہ تم میرے لئے کیا کر سکتی ہو ! ”
” جتنا بھی امر کا نہیں ہو گا اُس سے کوتا ہی نہ کر دی ! مگر اب تم بھی
دیر نہ کر دوا ! ”

پچھے دیر بعد وہ غار سے نکل آئے —

خونِ ہنگامہ

حمدید تین دن تک لکڑا یونگ کے کردار کے ایر دالے ایک غایبین چھپا رہا اور اس سے ایک
رفقت بھی فادہ نہیں کرنا پڑا۔ لڑکی برابر اُس سے کھانا پہنچاتی رہی تھی۔
اب حمید کو اتحاد ہونے لگی آخوندہ کب تک یونہی چھپا پیٹھا رہے گا !
اُس نے دو دن متواتر کوشش کی تھی کہ ان لوگوں کا لعاقاب کر کے دیکھئے
کر دکھاں جایا کرتے ہیں لیکن کامیابی نہیں ہوئی تھی کیونکہ وہ کافی چالا
واقع ہوئے تھے ! اُنمیں سے ایک بھی غافل نہیں ہوتا تھا ! غالباً
اُنھیں اُس لڑکی کی طرف سے خدا شکا کہ کہیں وہ کسی دلنا لقاو
نہ کر بیٹھے — حمید نے یہی اندازہ لگایا تھا !
آن بھی وہ آن لوگوں کا لغایتہ نہیں کر سکا تھا !
وہ اس سے بھی حماقت ہی سمجھنا تھا کہ یہاں آن لوگوں کے قیام کی وجہ
معلوم کئے بغیر کوئی کارداں کر بیٹھتا !

لڑکی الگ بور ہو رہی تھی۔ ہر رفت اُس سے لوکتی رہتی کہ اب تک وہ
پچھے نہیں کر سکا !

” میں اپنا سر لڑ پھوڑ ہی سکتا ہوں ! ” حمید کہتا ! ” مگر ابھی اس کا قات
بھی نہیں آیا ! ”

آن بھی وہ لوگ غائب تھے ! لڑکی دپھر کا کھانا لائی !
” تم زندگی کھرا سی طرح یہیں پڑے رہو گے ! لیکن کچھ نہ کر سکو گے
اسے لکھا را ! ”

”جھٹے صرف گومنگی دا پسی کا انتظار ہے !“ حمید نے جواب دیا ।

”اسکی موجودگی میں تم کیا کرو گے — دہان سبھوں سے زیادہ چالاک ہے ۔
” میں بھی اُسی آدمی پر ہاتھ ڈالنے کا عادی ہوں جو سب سے زیادہ
چالاک ہو !“

”دہ تین دن سے یہاں نہیں ہے..... اکثر پورا ہفتہ گذر جاتا ہے ।“

”تم اُس کے متعلق ادرکیا جانتی ہو !“

”میں اُس کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتی ।“

”ادرمہتا را د داد می زیش بھی اُن لوگوں میں موجود ہے یا نہیں !“

”دہ یہاں نہیں رہتا، کبھی کبھی ہیلی کو پیڑ سے آ جاتا ہے !“

”میرا خیال ہے کہ ددن سے ہیلی کو پیڑ سے آیا ہے !“

”جب اُسکی صدرت ہوئی ہے تو ہی آتا ہے !“

”تم ہیلی کو پیڑ کے پائیڈر پر ڈرے کیوں نہیں دالتیں !“

”جھٹے یعنی نہیں آتا ہے“ لڑکی نے ناخوت گوار بھی میں کہا ।

”تب بھر اس طرح..... نہیں ٹھہر، ایک تدبیر ہے میرے ذہن
میں ! میں آج رات کو دن میں سے کسی ایک کو باندھ کر یہاں سے
اٹھا لے جاؤ : — مرمت کر دی، اور یہ انکلوالوں کے بیان اُنکے قیام
کا مقصد کیا ہے ؟“

”تم ایسا نہیں کسکو گے ! داد می رات بھر جاگ کر پیرہ دیا کرتے ہیں !“

”پیرہ !“ حمید نے چرت سے کہا ؟ بھلا بیان پیر نے کی کیا صدرت
ہے کسے کیا پڑی ہے کہ ادھر کا رُخ ہی کہے
میرا خیال ہے کہ یہاں بھی انھیں کسی کی طرف سے خدا شے لا خود !

ورنہ دہ کیوں اتنی احتیاط برنتے ہیں۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہوتا ہے، میں

اُن کا کوئی دشمن ہر دن سر پر سوار رہتا ہو !“

حید کچھ سوچنے لگا! دن تا اُسے یاد آیا کہ کسی دوران میں بیان گولیاں بھی

چلی تھیں جس کے متعلق راجن نے بتایا تھا !

”کیا یہ لوگ اُپس میں لڑ بھی جاتے ہیں !“

”نہیں ! گومنگ کے سامنے کوئی دم مارتے کی بھی مجال نہیں رکھتا !“

”اکثر گولیاں تو چلتی رہتی ہیں را دھر — !“

”ادھ — دہان کے کوئی دشمن ہیں !“ لڑکی نے کہا ”ادھ جب

اُدھر آنا چاہتے ہیں تو حوب حوب گولیاں چلتی ہیں !“

”دہ دشمن کون ہیں ؟“

”پتہ لگا دنا !“ لڑکی جھلک گئی ”تم تو سدا غسال ہو !“

حید خاموش ہو گیا ایہ ایک نئی بات معلوم ہوئی تھی ! ان لوگوں کے

کچھ دشمن بھی ہیں ! اور یہ دشمنی اُس حد تک ہے کہ آپس میں گولیاں تک

چل جاتی ہیں !

وہ سوچتا ہی رہ گیا اور لڑکی چل گئی اس بند واقعی ٹھیکھا نہ آپر

اُسے کیا کرنا چاہئے ؟ وہ سوچتا رہا مگر کوئی راہ نہ نکال سکا !

اُسی رات کو دہ لڑکی کا انتظار کر رہا تھا کہ کیسی بھی اُس نے

شورستا بنا نہروں کی آڈا زیں بھی آئیں ! لیکن دہ دل پر جھر کئے ہوئے جہا

نخواہیں بیٹھا رہا !

بھر کچھ دیر بعد دہ غار کے دہانے کے قریب کھسک آیا شور بڑھتا

بخار ہا تھا ! اور گولیاں برابر جل رہی تھیں !

ہو گا! پتہ نہیں تھم کیا پکا کر کھاتی ہوا! ”
 ” تم باتیں بنانے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتے! لڑکی نے غصیلے
 لہجے میں کہا!
 ” لیکن تم سے تو یہ بھی نہیں ہو سکتا! ”
 یک بیک ہیلی کو پیر کی آواز سے جو گل خوش بخ آئھا!
 ” اے! ” حمید نے چونکا کر آواز کی طرف کان رکادیے
 پھر بولا! ” یہ ایک مشین کی آواز تو نہیں معلوم ہوتی! اکٹھی ہیں!
 ” لیکن میں نے ایک سے زیادہ آجتک نہیں دکھا! ” لڑکی نے کہا!
 ” ہی ابھی بھی پھول سمیت آیا ہو گا! ” حمید نے کہا اور یک بیک اچھل ٹرا
 ” اے! یہ تو فائز نگ... بیرون مطلب ہے یہ فائز نگ ہیلی کو پیر دل ہی سے
 ہو رہی ہے! مشین گئیں! ”
 ” مشین گئیں! ... وہ حالی الذہنی کے سے اندازیں برابری! ”
 ” اب ہمت ہو تو نکل جاؤ باہر... بیرون احیال ہے کہ فی الحال! نکائی
 ٹارک نہیں ہے! وہ یونہی چاروں طرف لوگیاں برساتے پھر ہے ہیں!
 ” کون ہو سکتے ہیں؟ ”

” دسمش! ” حمید نے سوالیہ اندازیں کہا!
 ” مگر اس سے پہلے کبھی ان کے ساتھ کوئی ہیلی کو پیر نہیں رہا! ”
 ” ہرگزتا ہے! وہ بھی ایرفرس کے کچھ آدمیوں کو پھانسے میں کامیاب
 ہو گئے ہیں! ”
 ” پھر اب کیا ہو گا! — تم بھی تو خطرے میں ہو! ”
 ” میں ہر دفعہ خطرے میں رہتا ہوں! تم نی الحال صرف اپنے مستقل سوچو! ”

” نعم! اس نے قریب ہی در بے ہوئے تمہوں کی آوازیں سنیں جو عمار
 ہی کی طرف ٹھہری اور ہی تھیں حمید ہر سڑک سے روپا لور نکالتا ہوا ایک طر
 مہٹ گیا! آئے دالا تیر کی طرح غار پر میں آیا۔ لیکن قبل اس کے
 کہ حمید کوئی کار روانی کرتا۔ آئے دالے نے آہستہ سے جو طب کیا!
 یہ اس لڑکی کے علاوہ اور کوئی نہیں دکھا!
 ” کیا بات ہے؟ ” حمید نے پوچھا!
 ” دسمشون نے حملہ کر دیا ہے! اور آج شام کے ٹھہرستے آرہے ہیں!
 ” دگدھ! ” حمید نے چٹکی بجا لی! ”
 ” آب آدم ستم اس طرف نکل چلیں جہاں یہ لوگ جایا کرتے ہیں!
 ” کیا تم نے پتہ لگایا ہے؟ ”
 ” نہیں سہت تو معلوم ہی ہے! ڈھونڈنکا لیں گے!
 ” میں کسی قسم کا خطرہ مول لینے پر میسا نہیں ہوں!
 ” نہیں نہیں خطرہ نہیں مول لینا پڑے گا! اس قریب دوں گا! اپنے فکر ہو!
 ” دھنوں بالتوں کے لئے وقت نہیں ہے میرے پاس! میں تو اس وقت
 صرف اس لئے آئی تھی کہ تھیں خطرے سے آگاہ کر دوں! ”
 ” اچھی بات ہے! ” حمید نے ایک طویل سالن لی اور کھپڑ بھسل کر
 ” آخر یہ حملہ آدر کیدھر سے آتے ہیں! ”
 ” اس کا علم لوٹاید گو مزلا بھی نہ ہو! ”
 ” ارے — میں لوٹنگ آگیا ہوں تم سے نہ نہیں خود کی بات کا
 عدم رہتا ہے اور تم دسر دن، یہی کو باخرا رہنے دیتی ہوں اب کبھی تو کم از کم
 در سردار ہی کے متعلق کہہ دیا کرو کہ فلاں کو فلاں بات کا علم ضرور

تیر قسم کی رد شنی دیا لے سے غار میں داخل ہو کر جکڑائی اور ہمیلی کو پیر کی چنگھا۔

”فادر —— ! میرا فادر..... باہاہا !.....“ اُس نے کہا لیکن بھر

چھل کر پیچھے ہٹ آیا ! اُس سے دھانے کے قریب ایک سایہ نظر آیا تھا !

س نے ہولٹر سے بھر لیو الونکال لیا !

کھڑا سے ایسا محسوس ہوا جیسے بیک وقت کتی آدمی غار میں رینگ

ئے ہوں ! لڑکی نے بھی شاید اسے محسوس کر لیا تھا ! اس لئے اُس کے

ملق سے بھی آواز نہ نکل سکی !

”یہیں مارڈالیں گے ! اب میں کیا کروں اب...“ وہ رد دینے دالی آواز

حمدید کی گرفت ریو الور کے دستے پر صبوط ہو گئی ! اُس نے بائیں ہاتھ

سے ٹارچ روشن کی اور ریو الور کا رُخ اُن چاروں آدمیوں کی طرف

کر دیا جو قریب ہی کھڑے ہوتے تھے !

”تم خاموش ہو گیا ! ہمیلی کو پیر ہنگھاڑتے ہوئے دوڑنکل گئے تھے !

وہ اچھل کر پیچھے ہٹے ! اور لڑکی جعلانگ ملک حمید کے قریب آگئی :

”اپنے ہاتھ ادپر آٹھواہ دوستو !“ حمید نے گلتانا تی ہوئی آواز میں

یا بھرا ایک کر کے لینڈ کر رہتے تھے ! نا زرد کی آواز میں اب نہیں آرہی تھیں

”کیوں — کیا حیال ہے نکلو گی باہر...!“ حمید نے کہا ! لیکن بھر

فوارہ ہی خامش ہو گیا اب وہ ہوا تی جہاز کی آواز نہ رہا تھا ! وہ غار کے دہانے

کھٹا اپنے ایک سانچی کا حشر پہلے ہی دیکھ چکے ہوئے !

”وہ کچھ نہ بولے — بھر گومنز نے بھر ائی ہوئی آواز میں کہا !“ میں تو یہاں

بھٹک اسی وقت اُسے ایک تیر آواز سُنا تی دی !

”گومز — ! قیدی کو ہمیلی کو پیرد الی چٹان کی طرف لاو...! دردہ بمباری

شروع کر دی جائیگی !“

ہمیں صرف بیس منٹ کا وقت دیا جاتا ہے ! بھتھاری بھجی آمد درفت کا

راستہ بند کیا جا چکا ہے ! بھتھارے آدمی یہاں سے نکل نہیں سکتے !“

”مردہ ہارا“ حمید نے پیٹ کر کہا !

تیر قسم کی رد شنی دیا لے سے غار میں داخل ہو کر جکڑائی اور ہمیلی کو پیر کی چنگھا۔

کے درمیان مشین گنوں کے تھقہے سُتا فی دیتے !

”میگر زین بر باد کر رہے ہیں یہ لوگ !.... انھیں چاہیتے کہ سرچ لا یڑٹ

سے ٹارگٹ ٹماش کریں !“

”ٹارگٹ کسے بنائیں گے !“

”اُن مشینوں سے زیادہ تو تم کان کھارہی ہو !“

”یہیں مارڈالیں گے ! اب میں کیا کروں اب...“ وہ رد دینے دالی آواز

یہیں بڑی !

”برواہ نہ کر د...!“

”تم خاموش رہو !“

حمدید خاموش ہو گیا ! ہمیلی کو پیر ہنگھاڑتے ہوئے دوڑنکل گئے تھے !

یا بھرا ایک کر کے لینڈ کر رہتے تھے ! نا زرد کی آواز میں اب نہیں آرہی تھیں

”کیوں — کیا حیال ہے نکلو گی باہر...!“ حمید نے کہا ! لیکن بھر

فوارہ ہی خامش ہو گیا اب وہ ہوا تی جہاز کی آواز نہ رہا تھا ! وہ غار کے دہانے

کھٹا اپنے ایک سانچی کا حشر پہلے ہی دیکھ چکے ہوئے !

”وہ کچھ نہ بولے — بھر گومنز نے بھر ائی ہوئی آواز میں کہا !“ میں تو یہاں

بھٹک اسی وقت اُسے ایک تیر آواز سُنا تی دی !

”گومز — ! قیدی کو ہمیلی کو پیرد الی چٹان کی طرف لاو...! دردہ بمباری

شروع کر دی جائیگی !“

ہمیں صرف بیس منٹ کا وقت دیا جاتا ہے ! بھتھاری بھجی آمد درفت کا

راستہ بند کیا جا چکا ہے ! بھتھارے آدمی یہاں سے نکل نہیں سکتے !“

”مردہ ہارا“ حمید نے پیٹ کر کہا !

گومز دیت دی کو چڈاں کی طرف لاذ۔ درد نہ بھون کر رکھ دیے جاؤ گے۔ بیک ایک ہمیلی کو پڑ پھر جنگھا رتا ہوا فضایں بلند ہوا۔ حمید نے سوچا پھر لا د ڈاسپیکر سے کہا گیا!

"چلو نیت دیو! چٹاں کی طرف!" حمید نے مسرا للا کر کہا! مجھے قیدی سے ایک ختم ہی ہو جائے! بنانے والوں کا یہی حشر ہوتا ہے!" اچانک

اچانک ایک آدمی نے حمید کے ریوالووں کے ہاتھ مارا لیکن کا ہاتھ لڑکی کے سر پر پڑا اور وہ چیخ پڑی!

حمدید بھی غافل نہیں تھا! اُس نے اُس کا ہاتھ پڑنے سے قبل ہی فائز "ارے خدا تمہیں غارت کرے جہنم والصل کراوگی کیا!" حمید کر دیا! وہ چیخ مار کر گرا۔ اور دوسرے اچھل کر تیجھے ہٹے! ٹڑا یا!

اسی افراتفری بیس گومز نکل بھاگا! حمید کے لئے یہ ایک خراب سچوشن اور اس بارہہ بال بال بیجا گولی سر سے ایک بالست ادینگی کئی تھی! تھی گومز ہاتھ آکر نکلا جا رہا تھا اور یہ دلنوں بھی نہیں تھوڑے جائسے لڑکی بُری طرح کا پنے لگی۔ اور حمید آہستہ سے بولा! "اب حلن شے نہ نکلے!"

"چلو! باہر نکلا جلدی اور نہ....."

وہ دلنوں چپ چاپ باہر نکل آئے! اُن کے تیجھے حمید تھا میں اُسے خوگوش کی طرح کپڑا ناچاہتا ہوں!" اور حمید کے تیجھے لڑکی تھی! اچانک بائیس جانب سے فائز ہوا! اور حمید نے دوڑتے ہمیلی کو پڑان کے سروں پر پھوڑنے لگا! اور ہمید کے دالا چیخ مار کر ڈھیر ہو گیا! حمید نے نہیں پر لبیٹ کرے متھوں کی آواز سنی! لیکن پھر سنا ٹا چھا گیا! شامدہ پھر پوزیشن لینے کی کوشش کی لیکن لڑکی دھڑام سے اُس پر آ رہی!

جو تھا آدمی اپنی پوری قوت سے اندھیرے بیس دوڑتا چلا گیا۔ قبل اسکے جیھنماں بھیکی کئی تھی! حمید نے طارتی ردش کر کے اور پر کی طرف لمہرا فی۔ پھر فائز ہوا۔ یہ یقینی طور پر گوہر تھا! حمید نے اس طرح باہر نکل کر غلطی کی تھی! "حمید— حمید!" اُد پر سے آدار آئی۔ ہمیلی کو پڑھی ہیں ما سپر دلنوں اُس نے اپنے اور گری ہبھی لڑکی کو ایک طرف د سکیل کر آہستہ سے کہا۔ تھا!

"آئجھے بغیر رسنگتی ہوئی بائیں جانب اُتھ جاؤ!" حمید نے پھر دار تھی لہرائی اور ہمیلی کو پڑھ کر قدر سے نا صلب پر دوسرا فائز بھی خالی گیا تھا! حمید نے فائز نہیں کیا! تیسرے ذئب نے لگا! بھر بھر ہی وہ نہیں پر لگا! افریدی کی آواز پھر آئی! "ادھر پر بھی دہ خاموش ہی رہا۔ گومز بے انداز چاروں طرف فائز کر رہا تھا۔ ذہن فرزند!

”گوئی مزہبیں کہیں قریب ہی چھپا ہوا ہے!“ حمید نے چیخ کر کہا!
”پروادہ دست کرو، آدا ز آئی!“ میں ابھی بڑی سخت سے سارے
کراویں گا!“

”آٹھو!“ حمید نے روٹکی، کاباز دیکھ کر اٹھایا!... ہیلی کو پیر! ”گوئی مزہبی دو! درمیشن گن سے جھلنی کروں گا!“
ہمیولی اُسے صاف نظر آ رہا تھا! اور اُس سے سخوار ہے، فائرنی کی اوایل نے ڈین گوئی! لیکن اب تھوڑا اور مذہبی جواب ہی ملا!
کوئی منتظر چیز نظر آئی! بادی النظر میں اُسے کوئی چوپا یہ ہی سمجھا جاسکتا کی سمیت ہیلی کو پیر کے قریب پہنچ دکا تھا!
”آپ لوگ اندر ہیں،“ حمید نے چیخ کر پڑھا! اور چھپا یہ زین! — دوسرا کون ہے؟“ فریدی نے پڑھا!

چیک گیا! مگر وگہ سطح ہونے کی وجہ سے زین پڑھا ہوا ایسے صد و ہی شامست جس سے نندگی کے ہر موڑ پر ملاقات ہوئی ہے!
نظر آ رہا تھا!

”ہوں!“ وہ ہیلی کو پیر سے اُتزا یا! پھر وہ اس طرف بڑھ جمع دربر
”ہاں ہم اندر ہیں،“ ہیلی کو پیر سے آدا ز آئی! اور حمید نے پرچھ نے فائزہ کرنے تھے! حمید جانتا تھا کہ وہ یا تو مر جکا ہے یا پھر وہ شہری ہے
فارجھونک مارا!... پرچھا میں آٹھ کر بھاگی لیکن دوسرا ہی فائزہ اُن تک اُس نے درجنوں فائزہ کردار اے ہوتے با وہ ایسا ہی آدمی
ددبارہ زین پر لے آیا! —

”یہ کہا کر رہے ہو!“ فریدی نے جھپٹا کر پڑھا!

رات ہی نہیں تھی۔

”مار لیا! اپنے بیس جانب لکھئے!“ ہیلی کو پیر سے کسی نے ڈارن داقتی وہ گوئی نکلا! اُس کے جسم پر تین گولیاں لگی تھیں! لیکن
روشنی اور ہر دالی اور دوسرا ہے میں ڈارن کا شیشہ چور ہوا نہیں تھا! سانسیں چل رہی تھیں اور وہ پھر وہ شہری تھا اے
ادھر سے فائزہ کرنا تھا! حمید نے پھر فائزہ کر دیا! اس بار امک طویل کو پیر کی سرخ لا میٹ رد من کردی گئی!
سنائی دی! لیکن فائزہ بھی ہوا!... اور گولی شاہد ہیلی کو پیر سے ٹکراؤ! فریدی نے لڑکی کی طرف دیکھ کر پوچھا! ”پوکون ہیں!“

”دھوکہ دیکھ رہا ہیں!“ اور اُنکی خادمہ کے فرائض انجام

لے!

فریدی کے کاونڈ پر سیڈ فون جڑھے ہوئے تھے! اشام دہ ٹرنسپریٹر کہیں
تکچھ رہا تھا! دفتار ڈہ ٹرنسپریٹر کی طرف متوجہ ہو گیا! سہیلو! سہیلو!

یہ فریدی اسپیکنگ کیوں اچھا! ملکا گیا ہے... نا... بھیک اُسے اسی مرتب کر رہا ہے! اس وقت تک فریدی سے ملاقات نہیں ہوئی تک کہ اس نے لاؤ! سفر لامیٹ نظر آئے گی..... بس دیں اُترانا — !” اس کے بعد اس نے حمید سے کہا! ”اپھا فرنڈ! تم نے یہ قصہ کی پورت مکمل نہیں کر لی۔ اور جب دہ اُس سے ملا تو شعلہ جو آلہ نظر کسی طرح نیٹا ہی دیا! امیر خیال ہے کہ تم نیتی دیتے ہیں تھے!“

”کیوں! اب پھر مجھ سے کہو گے کہ کوئی پیچیدہ کیس نہیں دیا جائے!“ ”ہرگز نہیں!“ حمید گردن جھٹک کر بولا! ”ہیلی کو پڑ کے ہی متھکڑیاں کھول دی گئی تھیں!“ اس کے بعد یہ لے سمجھ بوجھ لے گیا!“

”تم بہت تھکے معلوم ہو رہے ہو! فریدی ہی نے کہا!

”بہت زیادہ!“ حمید نے طویل سالمند کر کر کہا!

”بس تو پھر راجن بھی امیک ہیلی کو پڑ بیس موجود ہے وہ ممتنیں لوں ہاتھ لے جائے گا!“

”صحیح ہونے سے پہلے ہی!“ فریدی نا بدعا! ”اُتم نے یہ کیس پڑایا تو اس کیس کا سر پیر سمجھا گا!“ بُوگ اُس بنکل بن کیا کر رہے تھے! اُذن نہ اسے اپنے کارنا مے کاہر کش تھا! اور میشجنی بجھار نے کام دہ لوتی، جسے مظلوم سمجھا گیا تھا ادا کی خطرناک گردوں کا۔ عنہ کیسے نہما! تھا کہ کسی طرح ایک کپ کافی امیک آرام دہ مسہری اور پاسپ میں سین گارڈ کے ڈبے کے داتھ کا کیا مطلب تھا! اور جنگل میں ذرا نیک کیوں ہوا کا لمبا کونی پر مہوجائے!“

”دیکھنے کرنل فریدی دو شخصیتوں کا نام ہے!“ حمید دھڑائی سے بولا!“ اُس نے بڑی سعادتمندی سے فریدی کا کہنا مان لیا!“ اُس کے لڑکی کی والپی بھی ہوئی!“

”دیکھنے کرنل فریدی کی طرف انگلی اٹھانی تھی!“ حمید رات بھر گھوڑے خریدتا اور بختا رہا لیکن اُس سے اُن کھلملوں کی نہیں بھتا جو راجن کی نالتو مسہری میں شائد کافی دلوں سے فاتح مستی کی ظاہر کرنا... پھر ممتنیں تاکید کی کئی تھی کہ تفتیش کا آغاز سکلتا سے کرتا..... وہ تو گزار رہے تھے!

”اُسی وقت انکی آنکھ کھلی جب خاص طور پر اسے کہو کہ راجن نے جگدیش سے ڈالر زیمو کے متعلق پوچھ لیا تھا۔ مجھے تشویش راجن سے معلوم ہوا کہ فریدی کھلانے میں موجود ہے اور ایسی تھی کہ تم نے کوئی اطلاع کیوں نہیں دی!“ اتفاقاً دو دن بعد جگدیش سے

کا علم ہے جس سے گزر کر دہ گومنز کی پارٹی پر حملے کرتا رہتا ہے
 اُس نے بھی بتایا کہ اُس کی اطلاع کے مطابق وہ دشمن آج پھر حملے کا پروگرام
 بنانے ہے ہو سکتا ہے حملہ بھی ہو جائے! ایں نے امرستگھ کو اس دشمن کے
 پیغمبیر رَغَا دیا اس طرح دوسرے راستے کم امرستگھ کچھ ذجی جوالون کے ساتھ دشمن
 پارٹی کا لقا قبضہ کرتا ہوا وہاں جا پہنچا جہاں سے گومنز کی پارٹی پر حملہ کیا جائے والا
 اور بھر عین وقت پر اپنیں گھیر کر حراست یہیں لیا گیا! حملہ شروع ہو جکا تھا دوسری
 طرف سے گومنز کے آدمی جوابی فائز نگ کر رہے تھے انہیں علم ہو گیا کہ دشمن
 پر یہیں کی حراست یہیں آگیا ہے! ایں وہ وہاں سے بھاگ نکلے دوسری
 طرف میں اُس پائیڈٹ کی نشاندھی پر وہاں جا پہنچا جہاں تم اُثارے گئے تھے!
 «مگر..... وہاں اُس جنگ میں دہ کیا کر رہے تھے!»

«کوئین بنانے کا کارخانہ کھول رکھا تھا! روزانہ لاکھ روپے کی
 کوئین دہاں سے تقیم ہوتی تھی! دوسری پارٹی دو اصل اس کارخانے
 پر قبضہ کرنا چاہتی تھی اور اسی سلسلے میں، رون پارٹیاں ایک دوسرے
 سے برسر پر کار رہتی تھیں!»

«دوسری پارٹی بیان سرعت کون تھا؟ کیا وہ بھی مارڈ الگ ہے؟»

«نہیں دہ زندہ ہے اور اُس سے مل کر تمہیں یعنیا خوشی ہوگی:
 اور اب شاید وہ محکماتی درخواست پرسو فی بولی بھی تلاش کرنا شروع کر دے!»

پرد فیبر منہاج — «حمدیہ تحرانہ امدادیں چیزیں!»

«یا پر و فیبر منہاج —! وہ جڑی بیٹیوں کے ہدایت جنگ سے
 دور نہیں رہنا چاہتا تھا..... اُسے موقع تھی کہ کسی نہ کسی دن وہ اُس کا رفاقت
 پر قبضہ صڑک رکھے گا!»

مذاقت ہوئی اور اُس نے بتایا کہ راجن نے ڈاکٹر نیٹو کے متعلق پوچھ گچھ کر
 تھی! ایں نے راجن کو ٹرنک کال کی ادا اُس نے بتایا کہ دارالحکومت سے
 کوئی اُس کا دارنٹ گرفتاری لے کر آیا تھا جو اُسے اپنے ساتھ لے گیا!
 اس پھر اُسی دن سب سے پہلے داہے جہاز سے اڑتا پڑا۔ جہاں آباد کے
 ہواں اڑے پڑے کر بذریعہ سیلی کو پیرا لوئی ہات آیا..... دراصل اُن لوگوں
 سے حماقت ہوئی تھی! اگر وہ سیلی کو پیر رکھا تھا تو اس نے اُن لوگوں
 سے حماقت رکھا تھا! بس سیلی کو پیر دا لی حماقت نے مجھے اُس آدمی کو
 رکھتا راقمہ بن چکا ہوتا؛ بس سیلی کو پیر دا لی حماقت نے مجھے اُس آدمی کو
 پہنچا دیا۔ جو سیلی کو پیر لے کر پہنچا بیقا! — ہواں نوج کا دہ پائیں
 اس گردہ سے بھی متعلق رکھتا تھا! ”
 «مگر اُسے اس طرح ہیلو کو پیر استقال کرنے کی اجازت کیسے
 مل جاتی تھی!»

“معاملہ ایسا تھا کہ اُسے اجازت کی خودرت ہی نہیں تھی! جنگلات کے
 مشتری سرے پر ایک حفاظتی سرحدی چوکی ہے۔ اُس چوکی کو سیلی کو پیر ہی
 ذریعے رسدا و ردا اک دغیرہ پہنچانی جاتی ہے اور اسے جنگلی بی سے گزر
 ہے لہذا وہ سرکاری اڑان کے دوران ہی میں گردہ کے کام بھی انجام

دے دیا تھا! پائیڈٹ کا گلہ دبایا تو اُس نے سب کچھ اُنگلی دیا۔ اور ایک ایسے آہ
 کا پتہ دیا جو مخصوص طور پر گومنز سے متعلق تھا! اُس کا نام تریش ہے! اسی
 وہ راستہ بھی معلوم ہوا جس کا علم اُسکے اور گومنز کے علاوہ اور کسی کو نہیں
 اُس سے یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ جنگ میں فائز تگ کیوں ہو اکرتی ہے! اُر
 گومنز کے دشمن کا بھی پتہ بتایا! اُس کا حیال تھا کہ اُس دشمن کو بھی کسی راستے

”یعنی ہے! اور مسلسلے میں ایک بالکل بی نہیں تو تم کا ادارہ بھاگت
رکا ہے جسے گومزڈیلوٹ پر ہمیشہ ساتھ رکھتا تھا! یہ اور اکیرے کے
اسٹینڈ ہی کی طرح لمبائی میں گھٹایا اور بڑھایا جا سکتا ہے!
سب سے زیادہ لٹھنی ہونی شکل میں وہ صرف ایک بالشت کا رہ چاتا
ہے! اداشتائی لمبائی گیارہ فٹ ایک بٹھ دبائے سے اُسکے
سرے سے یہ نیلے سنگ کی کوئی نکلتی ہے! جو لوہے کو ان واحد میں لگا دیتی ہے
اور فولاد پکھ سوت کی طرح ٹوٹ جاتا ہے!

”کمال ہے!

” وہ ڈبے کی چھپت پر چڑھ گیا ہو گا! اور لدیٹ کرہ آسانی ڈبہ کاٹ
لیا ہو گا! — اب آپ فرمائیے کون شاکار نامہ اجنبی مددے ڈالا!

” ایک مظلوم لڑکی لایا ہوں اجو جا لازمی کی طرح زندگی بس کرنے پر
محیور تھی!

فریدی بچھنا بولا!

” اب وہ اپنے چاکے یہاں نہیں جانا چاہتی

” کسی دھرم سالے وغیرہ میں انتظام کر دیا جائے گا! بھتیں اسکے لئے
متفرگ نہ ہونا چاہئے!

یہاں بات ختم ہرگئی تھی!

فریدی دوسرے ہی دن وہاں سے دارالخدمت کے لئے روانہ ہو گیا!
لیکن حمید کو راجن کے اصر اور پڑکنا پڑا.... وہ اُس سے بھی شرمندہ تھا!
..... بار بار یہی کہتا تھا کہ اگر آپ نے پہلے ہی مجھے اپنے مختان بنادیا ہوتا تو
اُس کی لوبت کیوں آتی! جواب میں حمید کہتا کہ اگر اس کی لوبت نہ آئی ہوتی

” اور یہ گومزگارڈ بھی سختا!

” قطعی تھا! اور وہ اپنے ڈبے ہی میں کوئین کا اسٹاک رکھ کر مختلف
مقامات پر پہنچایا کہتا تھا!

” اور ہوتا! بھراؤ کا ڈبہ برو فیس سمنہا ج ہی نے کٹو! یا سہوگا!

” نہیں خود گومز لئے کاٹا تھا!

” کیوں سے کیا پڑی تھی!

” اگر ایسا نہ کرتا تو اُس سے لاکھوں روپیے کے اسٹاک سے ہاتھ دھونے
پڑتے اُس وقت اُس کے ڈبے میں تھی لاکھ روپیوں کی کوئین تھی!
وہ گاڑی لے کر ادھر سے گزر رہا تھا اچانک لوہی ہاتھ کے سٹیشن
پر اُس سے اطلاع ملی کہ سرکلٹا سے گاڑی نکلتے ہی ڈالہ پڑے گا اور کوئین
چھین لی جائے گی! ڈالہ اسے والے پرو فیس رہی کے آدمی ہو گئے! اب اس
نے لوہی ہاتھ ہی میں اسکیم بنالی کہ وہ سرکلٹا پہنچنے سے پہلے ہی
ڈبہ کاٹ دے گا! اور اپنے آدمیوں سے کہہ دیا کہ وہ ڈبہ کٹنے کی اطلاع
پلیٹی نہ جانے دیں اور کوئی شش کریں کہ کٹا ہوا ڈبہ لوہی ہاتھ سے بھی
گزر جائے۔ اگر لوہی ہاتھ سے وقت پلیٹی اطلاع پہنچنے کی ہوتی تو وہ شتر
بے چہار ڈبہ پلیٹی میں سائیڈ نک پر لے لیا گیا ہوتا اور کوئین سرکاری
طور پر پکڑ لی جاتی! اس لئے گومز نے پردگرام بنایا کہ ڈبہ پلیٹی سے بھی گزر کر
وہیں ڈبے کے جہاں سے تارالٹگی کی چڑھائی شروع ہوتی ہے! یہی ہوا
ادردہ اُس دیرانے میں کوئین ڈبے سے اُتار کر فراز ہو گیا!

” لگر چلتی ہونی ڈبے میں سے ڈبہ الگ کر لینا ممکنات میں سے ہے!

” حمید نے یہت سے کہا!

سوچا یار راجن ایسی عالی طرف عورت کے سامنے سر پیچا ہو جائے گا؟
 ”کیا پریم کہاں پہلے ہی سے چل رہی تھی؟“
 ”نہیں قطعی نہیں! — ہو سکتا تھا کہ یہ ایک دوسرا سے کے متعلق زیادہ
 گوہر کی مرث صرف ایک ہی معاملے پر پرده ڈال سکتی تھی! وہ خود اُسی کی
 ذات تک حیدر دھکا آخزدہ دوچالان بعد تو فرضی کہانی لے کر آپنے میں حاضر
 کیوں نہیں ہو گیا تھا؟ — پتہ نہیں اس سلسلے میں اسکی کیا اسکیم تھی؟ کیا
 وہ کچھ دلائل کے بعد کھیر اپنے آفیسرز کے سامنے حاضر ہوتا؟
 یقیناً! اُسے ہونا پڑتا کیونکہ ایک ریلوے ٹرین گارڈ کی حیثیت سے وہ
 بآسانی کوکین ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جا سکتا تھا!
 راجن نے تیسرا شام اُسے بتایا کہ کل اُسکی سولہیزج ہوگی ای
 اس لئے اُسے ایک دن اور رکنا چاہئے! جمیل نے شیلا جبی فری
 سے شادی پر اُسے مبارکباد دی!

”بڑی ادبی ہے کیتان صا دب! میں تم تھرہ گیا اُسکی صاف گلزاری پر
 اگر مجھ میں کوئی کھوٹ ہو تو میں اُس سے چھپا لے ہی کی کوشش کروں گا!
 مگر بھی! یہ عورتیں عموماً مردوں سے ادبی بھی ہدایتی ہیں!
 ”ارے یار ہم لوگ بہت بخی اٹیری کے جو لئے پہنتے ہیں!
 ”ذائق نہیں، اکیلیں، جب میں نے اُس سے شادی کی درخواست کی
 تو وہ اس طرح مسکرائی جیسے میں اُس کا جواب سن کر اپنی درخواست دا لیں
 لے لوں گا! اُس نے یہی کہا بھی! پھر بتایا کہ اُس کی ماں چمارن تھی
 اور باپ انگریز جن کے بیان اُس کی ماں نہیں کے فرائض انجام دیتی تھی
 اور اُنکی باقاعدہ شادی نہیں ہوئی تھی! میں سمجھا ذائق کر رہی ہے ایک
 وہ سنبھیدہ تھی! پہلے لڑ میرے بیرون تھے سے زمین نکل گئی! مگر کھیر

ذائق مشدل